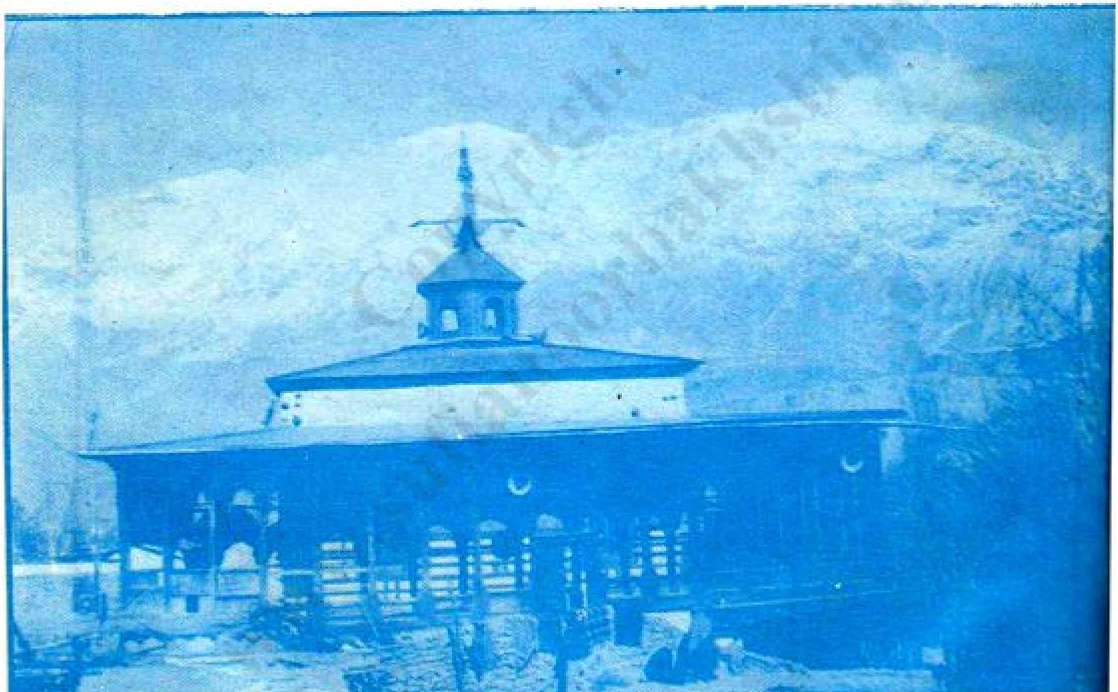
احیائے تصوف کا علمبردار

ماہنامہ

نوائے صوفیہ

اسلام آباد

شمارہ نمبر ۹ قیمت ۱۰ روپے ماہ جون ۱۹۹۵ء



تاریخی جامع مسجد چقچن خپلو

ذاکر حسین ذاکر

بحضور مولا حسینؑ

مجھے کربلا بلا لو روضے پہ اپنے آقا
دم واپسیں ہو میرا اور سر بر در شفا ہو

رنج فراق میں پھر آنکھوں سے خوں رواں ہے
کبھی خواب میں ہی آقا بہر خدا لقا ہو

اسم حسینؑ لب پہ ہو وقت نزع یا رب!
اس نام سے منور دل درد آشنا ہو

مرے دل کی دھڑکنیں بھی کریں تیری نوحہ خوانی
مرا جسم نینوا ہو مری روح کربلا ہو

دیں کا چمن جو تو نے اصغر کے خون سے سینچا
شاداب، خوشنما ہو سر سبز و پرفضا ہو

مولا ترے جگر کے زخموں کا حال سن کر
چھلنی ہوا میرا دل جاں تجھ پہ یہ فدا ہو

ہے یہی مری شہادت کہ وہیں پہ جان دے دوں
جہاں اسم پاک اکبر پس مرگ آسرا ہو

اے عاشقوں کے سلطاں کر مجھ پہ آشکارا
وہی سر عشق یزداں مرے دکھ کی جو دوا ہو

نہیں تاب صبر مجھ میں فرقت کی زندگی پہ
مجھے کربلا بلا لو کہ کبھی تری لقا ہو

ذاکر فغان شب میں کر لو یہی دعا بس
درد جگر کو یا رب اسم حسینؑ شفا ہو

احیائے تصوف کا علمبردار

ماہنامہ نوائے صوفیہ

اسلام آباد

مدیر و ناشر
ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

فہرست مضامین

ایڈیٹر اینڈ پبلشر: محمد بشیر نے پرنٹ شاپ 99 ، 6 ویسٹ بلیو ایریا اسلام آباد سے چھپوا کر A - 358 ، سیکٹر 1/ ، G.6/1 اسلام آباد سے شائع کیا۔

تفکر و تذکر

ڈاکٹر غازی محمد نعیم

ارشاد باری ہے ۔ اعدلو اھو اقرب لتقوی ۔
انصاف کرو کیونکہ یہ پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے۔

عدل صفات خداوندی میں اہم ترین صفت ہے ۔ عدل کا صحیح ترین تصور اس کے میزان پر قیاس سے ممکن ہے یعنی جب ترازو کے دونوں پلڑے برابر ہوں اور ذرہ بھر بھی ایک جانب زیادہ جھکاؤ نہ ہو تو یہ عدل کہلاتا ہے۔

عدل و انصاف کے دو پیمانے ہیں ۔ ایک پیمانہ وہ ہے آسانی سے عوام الناس کی سمجھ میں آجاتا ہے ، جس کی توضیح میزان کی مثال سے بآسانی ممکن ہے اور جو بآسانی حواس خمسہ کی گرفت میں آنے والے اور انسانی مشاہدے اور تجربے سے تعلق رکھنے والے انصاف ، برابری اور مساوات سے تعلق رکھتا ہے ۔ مثلاً یہ بات کہ خدا نے ہر انسان کو ایک جیسے اعضاء وجوارح عطا کئے ۔ پھر ہر انسان کے اعضاء وجوارح کی قیمت بھی یکساں ٹھہرائی بس جب کوئی انسان دوسرے کا کوئی عضو قطع کر دیتا ہے تو قصاص کے طور پر ظالم کو خود اپنے اس عضو مخصوص سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے ۔ بس ہاتھ کے بدلے ہاتھ کا قصاص ہے ، ناک کے بدلے ناک کا اور آنکھ کے بدلے آنکھ کا۔

لیکن عدل کا جو دوسرا تصور ہے وہ عوام الناس کے فہم و ادراک سے ماورا ہے مثلاً یہ بات کہ کچھ لوگ تمام دینوی نعمتوں سے متمتع ہوتے ہیں اور ان کے لئے یہ دنیا ہی ایک جنت کی مثال ہے ۔ جبکہ دوسری طرف بے شمار لوگ غربت و افلاس کی چکی میں پس رہے ہیں اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے ، پھر ان میں سے بھی زیادہ قابل رحم وہ ہیں جن کے ہاتھ نہ تو دنیا کی دولت آتی ہے اور نہ آخرت کی اور وہ خسر الدنیا و الآخرۃ کا مصداق ٹھہرتے ہیں۔

اسی طرح سامراجی قومیں غریب قوموں اور ملکوں کا استحصال کر کے اپنے لئے زندگی کو جنت الفردوس کا عملی نمونہ بنانے میں کامیاب ہیں جبکہ غریب ملک قحط ، وبا اور افلاس کا شکار ہیں ۔ امریکہ اپنا فالتو غلہ ضائع کر رہا ہے جبکہ صومالیہ اور ایتھوپیا میں انسان غلاظت کے ڈھیروں میں بھی اپنا رزق تلاش کرنے میں ناکام ہیں ۔ جب ایک عام انسان اس عدم انصاف اور مساوات کی طرف دیکھتا ہے تو نعوذ باللہ وہ خدا کے عدل کے بارے میں بھی شکوک وشبہات کا شکار ہو جاتا ہے ۔ کائنات میں عدل کا ایک نہایت نازک نظام موجود ہے ۔ میر تقی میر نے جو یہ کہا تھا

لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام
آفاق کی اس کارگہ شیشہ گری کا

تو یہ محض شاعرانہ مبالغہ آرائی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان کائناتی سچ کا اظہار ہے۔

عظیم صوفی شاعر مرزا عبدالقادر بیدل نے اس حقیقت کو اور بھی نازک پیرائے میں بیان کیا ہے۔

نزاکت ہاست در آغوش مینا خانہ حیرت
مژہ برہم مزن تا نشکنی رنگ تماشا را

نوبل انعام یافتہ رابندر ناتھ ٹیگور نے بھی ایک خوبصورت نثر پارے میں اس حقیقت کی نقاب کشائی کی ہے کہ کائنات کا یہ نظام ایک نہایت ہی نازک توازن کے بل پر قائم اور رواں دواں ہے۔

ان سب شعرا اور مفکرین کے خیالات دراصل قرآن کریم سے ہی ماخوذ ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں و السماء رفعھا ووضع المیزان ○ الا تطغوا فی المیزان ○ واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان ○

یہی میزان ہے اور یہی عدل جو حسن اور خیر کے مترادف ہیں اور یہی ذات باری کی سب سے اہم صفت ہے۔

تصوف کے طالبعلم جانتے ہیں کہ نظریہ وحدت الوجود

کہتا ہے کہ کائنات میں جو کچھ ہے وہ خدا تعالیٰ کی ذات وحدہ لاشریک کا مظہر ہے اور اس کے سوا سب کچھ باطل ہے۔ محی الدین ابن عربیؒ سے لے کر شاہ سید محمد نور بخشؒ تک تمام صوفیا وحدت الوجود کے حامی رہے ہیں۔ اس کے مقابلے میں وحدت الشہود یہ کہتا ہے کہ کائنات کی جملہ مخلوقات خالق حقیقی کی صنعت گری اور قدرت ازلی وابدی کی شہادت دیتی ہیں۔ نظریہ جو بھی درست ہے اس کا ماحصل یہی ہے کہ یہ کائنات خدائے عادل کی پیدا کردہ ہے اور اس کا خالق مجسم عدل اور مجسم حسن ہے اور یوں اس کی تخلیق ظلم اور بگاڑ سے عبارت نہیں ہو سکتی۔

مندرجہ بالا تحریر سے یہ تاثر ملتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ کائنات میں ظلم کا وجود ممکن ہی نہیں ہے۔ اگر انسان کے پاس کائنات کو اس کی مجموعی حیثیت میں دیکھنے والی کائناتی آنکھ ہو تو اسے یقیناً عدل اور توازن کے سوا کچھ نظر نہیں آئے گا اور یہ عدل اور توازن کائنات میں کارفرما مثبت اور منفی قوتوں کے امتزاج اور باہمی عمل سے ترکیب پاتے ہیں لیکن حضرت انسان جو قریب النظری کی کمزوری میں مبتلا ہے اسے دنیا میں جگہ جگہ ظلم کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔ غرض گرد و پیش کے ماحول میں ظلم کی تو فراوانی ہے لیکن عدل توازن اور مساوات خال خال ہے۔

اب آیئے دیکھیں کہ اس ظلم کا ذمہ دار کون ہے۔ ذرا سے غور و خوض سے بآسانی یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اس ظلم اور عدم توازن کا ذمہ دار یہی حضرت انسان ہے جسے ایک طرف تو خدا تعالیٰ نے اشرف المخلوقات کے لقب سے سرفراز فرمایا اور دوسری طرف ظلوماً وجہولا کے خطاب سے بھی نوازا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ انسان کے علاوہ خدا تعالیٰ کی دیگر سب مخلوقات جبلتوں کی اسیری کا شکار ہیں۔ پس کوئی ادنیٰ جانور اگر ظلم کا ارتکاب بھی کرتا ہے تو وہ اس کی جبلت کی پیدا کردہ مجبوری ہے۔ اور اس مجبوری کے عالم میں جس ظلم کا ارتکاب بھی ان سے ہوتا ہے وہ کائنات کے عظیم ترنظام عدل کا ایک حصہ شمار کیا جائے گا۔

ہاں البتہ حضرت انسان کو خدا نے جبلت کے علاوہ عقل سلیم کی دولت سے بھی نوازا ہے اور افعال نیک و بد کی انجام دہی پر جزوی قدرت بھی عطا کی ہے اسی سبب سے انسان خدا کے نظام عدل میں بگاڑ پیدا کرتا ہے اور ظلم کو رواج دیتا ہے۔ جس کے باعث زمین میں فساد پیدا ہو جاتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ فساد اور بگاڑ خدا تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے چنانچہ قرآن کریم واضح الفاظ میں تنبیہ آئی ہے۔ ولا تفسدو فی الارض اور زمین میں فساد مت پھیلاؤ۔

اب تک کے بحث سے یہ بات روشن ہو گئی کہ کائنات کے نظام عدل اور توازن میں خلل اندازی اور ظلم اور بگاڑ کا پیدا ہونا خالق کائنات کو سخت ناپسند ہے چنانچہ خالق کائنات نے اہل اسلام اور اہل ایمان پر یہ لازم قرار دیا ہے کہ اس دنیا میں جہاں کہیں ظلم نظر آئے اس کا قلع قمع کیا جائے اور مومنین کی ایک ایسی جماعت ضرور ہو جو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔

ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کی تحریک ابتدائے انسانیت سے ہی ہر دور میں موجود رہی ہے اور ہر فرعون کے مقابلے میں ایک موسیٰ پیدا ہوتا رہا مگر تاریخ انسانیت کے تمام صفحات کو پلٹ ڈالنے کے بعد جو درخشاں ترین نام صفحہ ذہن پر ثبت رہ جاتا ہے وہ حسینؑ ابن علیؑ کا نام نامی ہے۔ تاریخ اس قربانی کی نظیر شاید کبھی پیدا نہ کر سکے۔ چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہے۔

سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسینؑ

کلمہ لا الہ نظام عدل و توازن کی بنیاد ہے اور اس بنا کے عظیم ترین محافظ حسینؑ ابن علیؑ ہیں۔ واقعہ کربلا مظلومیت کی داستان نہیں بلکہ ظلم کے خلاف چٹان بننے کا زریں سبق ہے افسوس ہم نے اس سبق کو بھلا دیا اور محض رونے دھونے کو رسم شبیریؑ کی ادائیگی سمجھتے ہیں۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ

صرف رونے سے بدلتے نہیں دن قوموں کے
خوں فشانی بھی کرو اشک فشانی کے ساتھ

آج مقبوضہ کشمیر، بوسنیا اور چیچنیا میں ظلم یزیدی کی یاد تازہ ہو رہی ہے۔ سانحہ چرار شریف میں جس شیخ نور الدین ولی نے مزار کی بے حرمتی ہوئی ہے۔ یہ وہی نور الدینؒ ہیں جن کی وساطت سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عالم رویا میں حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کو اوراد فتحیہ کا تحفہ عطا فرمایا تھا۔

باقی صفحہ ۲۸ پر

(گزشتہ سے پیوستہ)

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

مجموعہ شریعت محمدیہ

و اما غیر الطاهر الذی ان تلوث بہ غیرہ صار مثلہ فی عدم الطهر و یجب ازالتہ...... و نظافتہ تنوب مناب طہارتہ O

ترجمہ: ناپاک چیز کے ساتھ اگر کوئی دوسری چیز آلودہ ہو جائے وہ بھی ناپاکی میں اس ناپاک چیز جیسی ہو جاتی ہے۔ جسم، کپڑا اور مسجد سے اس کا دور کرنا واجب ہے وہ ناپاک چیزیں یہ ہیں۔

1 پاخانہ 2 پیشاب 3 پیشاب کے ساتھ ہونے کی وجہ سے ودی 4 اور ٹڈی کے سوا مردار 5 خون 6 کتا اور خنزیر 7 غلیظ پیپ 8 غلیظ قے (لیکن خفیف پیپ) ہلکی قے منی، مذی معاف ہیں۔ شراب جب تک شراب رہے۔ چنانچہ اگر شراب خود بخود سرکہ بن جائے یا اس میں کوئی دوسری چیز ملا دے۔ مثلاً سرکہ اور نمک وغیرہ تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔ پس ان ناپاک چیزوں سے کچھ آلودہ ہو جائے تو اس کے پاک ہونے میں دل کو اطمینان حاصل ہونے تک اسے دھونا واجب ہے۔ اس کا دھونا کسی تعداد یا اندازے پر منحصر نہیں ہے۔ مردہ گائے، مرد بھیڑ، مردہ اونٹ، گھوڑے، خچر پالتو اور جنگلی گدھے بہت سے جنگلی جانور اور کارآمد درندوں کے چمڑوں کی دباغت کی جائے تو صاف ہو جاتے ہیں۔ پھر جب ان کو دھویا جائے تو پاک ہو جاتے ہیں۔ بال، ہڈی، ناخن اور ان جیسی چیزوں کو پاک کرنے کی صورت میں دھونا کافی ہے۔ ناپاکی کو دھونے کی صورت میں اگر ملنے میں نچوڑنے یا اس کے قابل صابون اشنان نامی گھاس اور ماش وغیرہ لگانے میں مبالغہ سے کام لے حالانکہ اس کا رنگ نہ مٹ جائے۔ بہایا ہوا پانی ایسا صاف ہو جائے کہ اس کی بو اس کا رنگ اور اس کا ذائقہ تبدیل نہ ہو تو جس چیز پر پانی بہایا گیا ہو وہ چیز پاک ہو جاتی ہے۔ مبالغہ سے کام لینے کے بعد اس کا اثر رہ جانے میں کوئی حرج نہیں اگر کوئی شخص حلال گوشت والے جانور کی لید اور پیشاب کی آلودگی میں مبتلا ہو جائے مثلاً چرواہے اور جانوروں کی حفاظت کرنے والے وغیرہ تو ایسے شخص کی نماز جائز ہوتی ہے۔ دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ آلودہ چیز کا صاف کرنا ہر بہنے والی پاک چیز سے جائز ہے۔ مثلاً سرکہ۔ گلاب کا پانی۔ درخت کا پانی اور میوہ جات کا پانی وغیرہ صفائی حاصل کرنے کے بعد اس پر تھوڑا سا پانی ڈال دینا کافی ہے۔ کیونکہ صفائی حاصل کرنے کے بعد اتنی مقدار سے پاکی حاصل ہو جاتی ہے۔ پانی کی کمیابی کے دوران بہنے والی چیز پر اکتفا کرنا جائز ہے۔ زمین، چٹائی اور بوریا اگر آلودہ ہو جائے تو ان پر کوئی اثر دکھائی نہ دے تو ان چیزوں پر نماز پڑھنا جائز ہے کیونکہ ان کا خشک ہونا ہی ان کی پاکی ہے اگر موزہ آلودہ ہو جائے تو رگڑنے کی صورت میں پاک مٹی اسے صاف کر دیتی ہے اور اس کی صفائی اس کی پاکی کا درجہ رکھتی ہے۔

وضاحت

مذکورہ بالا عبارتوں میں درج ذیل امور کی وضاحت کی گئی ہے۔

1 ۔ ناپاک چیزوں کی فہرست
2 ۔ معاف رکھی گئی چیزیں
3 ۔ دھلائی کا معیار
4 ۔ چمڑوں کی دباغت کا نتیجہ
5 ۔ ابتلا والوں کی سہولت
6 ۔ نفیس صفائی کا حصول
7 ۔ پانی کی کمیابی کا فائدہ
8 ۔ فقدان اثر کا کرشمہ
9 ۔ پاپوش اور موزوں کی پاکی
10 ۔ استحالہ کا مزہ

مجموعہ شریعت محمدیہ کی رو سے مندرجہ ذیل چیزیں خود ناپاک ہونے کے ساتھ ساتھ دیگر پاک چیزوں کو بھی ناپاک بنانے والی ہیں۔

1 ۔ پاخانہ
2 ۔ پیشاب

3 ۔ پیشاب کا باقی ماندہ حصہ جو ودی کہلاتا ہے ۔

4 ۔ مردار

5 ۔ خون

6 ۔ کتا

7 ۔ خنزیر یعنی سور

8 ۔ گاڑھا پیپ

9 ۔ گاڑھی قے (الٹی)

نمازی حضرات کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے بدن، کپڑے اور جائے نماز کو ان ناپاک چیزوں کی آمیزش اور آلودگی سے دور رکھے ۔ اگر نمازی کا بدن یا اس کے کپڑے ان ناپاک چیزوں سے چھو جانے کی وجہ سے ناپاک ہو جائیں تو دھونے کی صورت میں بدن اور کپڑوں کو پاک کرنا واجب ہو جاتا ہے ۔

معاف رکھی گئی چیزیں

معاف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر نمازی آدمی کا وغیرہ ان چیزوں سے متاثر ہوں تو نماز کی صحت متاثر نہیں ہو گی۔ مجموعہ شریعت محمدیہ الفقہ الاحوط کے تمام قدیم غیر مطبوعہ نسخوں اور مطبوعہ نسخوں میں یکساں طور پر یہی احکام مذکور ہیں ۔ آج تک کوئی ایسا نسخہ کسی کی بھی نظر سے نہیں گزرا جس میں مذکورہ امور موجود نہ ہوں یا ان میں رد و بدل کی صورت ہو ۔ لہذا اس سے انکار کی قطعاً کوئی گنجائش اہل نور بخشیہ کے لئے نہیں ہے ۔

دھلائی کا معیار

کوئی پاک چیز مذکورہ ناپاک چیزوں میں سے کسی ناپاک چیز کے لگ جانے سے آلودہ ہو جائے تو اس کو اس قدر دھو ڈالے کہ آپ کا دل اس کے پاک ہونے کے بارے میں مطمئن ہو جائے ۔ خواہ جس قدر دھونا پڑے دھوئے ۔ دھونے کے لئے کوئی خاص مقدار یا تعداد شرعاً مقرر نہیں ہے ۔

چمڑوں کی دباغت

کتا اور سور کی کھالوں کے سوا دیگر تمام جانوروں کی کھالیں دباغت کی وجہ سے پاک ہو جاتی ہیں ۔ خواہ جانور حلال گوشت مردہ ہو خواہ حرام گوشت جانور ہو ۔ دباغت کی وجہ سے دونوں اقسام کی کھالیں پاک ہو جاتی ہیں ۔ دباغت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جانور کے چمڑے کے ساتھ وہ کارروائی کی جائے جس سے اس کی چکناہٹ یکسر ختم ہو جائے ۔ ایک خاص قسم کی مٹی سے بھی دباغت کا کام کیا جاتا ہے ۔ علاوہ ازیں دور حاضر میں اس کے لئے مختلف قسم کے سفوف وغیرہ ایجاد کئے گئے ہیں جن سے آسانی کے ساتھ دباغت کا کام مکمل کیا جا سکتا ہے ۔

ابتلا والوں کی سہولت

ہمہ وقت جانوروں کی دیکھ بھال اور ان کو چراگاہوں تک لے جانے کا کام کرنے والے چرواہوں کے کپڑے حلال گوشت جانوروں کے گوبر اور پیشاب لگنے کی صورت میں لت پت رہتے ہوں تو ان کے لئے دھوتے رہنا حرج عظیم ہے لہذا شرعاً ان کے حق میں یہ صورت معاف ہے ۔

نفس صفائی کا حصول

کسی آلودہ شدہ چیز کو ہر پاک رواں چیز کے ذریعے صاف کیا جا سکتا ہے ۔ مثلاً عرق گلاب، میوہ جات کا پانی اور درختوں کا رس وغیرہ ۔ ان چیزوں سے صرف صفائی ملتی ہے ۔ اس کے بعد تھوڑے سے پانی کے استعمال سے پاکی حاصل ہو جاتی ہے ۔

پانی کی کمیابی کا فائدہ

اگر کسی جگہ پانی کی قلت پیدا ہو جائے تو مجبوری کی وجہ سے اسی پاک رواں چیز کے استعمال پر اکتفا کرنا بھی شرعاً روا ہے

(گزشتہ سے پیوستہ)

مرد کہستانی

تصوف راہ حق

استاد آیت اللہ مطہری شہید کے مضمون علم و عرفان کی تلخیص

اور ہمہ گیر ہے جتنا ان لوگوں نے اپنی کم علمی سے دانستہ یا نادانستہ طور پر فرض کر لیا ہے اسلامی توحید بھی اس قدر سادہ اور کھوکھلی نہیں جس قدر انہوں نے سمجھ لی ہے اور نہ اسلام میں روحانیت زہد خشک تک محدود ہے، نہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیک صحابہ کرام ویسے تھے جیسا کہ انہوں نے بیان کیا ہے اور نہ آداب اسلامی جسمانی اعمال تک محدود ہیں۔

اسلام کی اصل تعلیمات میں ایسے مضامین موجود ہیں جن سے نظری اور عملی عرفان و تصوف سے متعلق بہت بلند علمی نکات کی طرف اشارے ملتے ہیں۔

تصوف قرآن میں

اس ضمن میں ہم پہلے آیات قرآن کا حوالہ دیتے ہیں اور مندرجہ ذیل مثالیں پیش کرتے ہیں۔

۱۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ "جدھر تم منہ کرو ادھر ہی خدا کا چہرہ ہے۔

۲۔ ونحن اقرب الیکم منکم "ہم تم سے زیادہ تمہارے نزدیک ہیں

۳۔ ھو الاول والآخر والظاہر والباطن "وہ سب سے اول ہے اور سب سے آخر (یعنی ہر چیز کی ابتدا اسی سے ہوئی اور انتہا اسی پر ہو گی۔) وہ ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔

نہایت واضح بات ہے کہ ان آیات کریمہ میں جس توحید کا تصور دیا گیا ہے وہ عوام کی توحید سے کہیں بہتر اور برتر توحید ہے۔

سیر و سلوک اور قرب حق کی منازل طے کرنے کے ثبوت کے لئے ان آیات کو پیش نظر رکھنا ہی کافی ہے جن میں لقاء اللہ اور رضوان اللہ کا ذکر ہے۔ اسی طرح وہ آیات ہیں جن میں وحی والہام کا بیان ہے یا ملائکہ کے انبیاء کے علاوہ دوسروں سے باتیں کرنے کا تذکرہ ہے جیسے کہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا ہے۔

قرآن مجید میں نفس امارہ، النفس لوامہ اور نفس مطمئنہ کا ذکر آیا ہے۔ علم لدنی اور مجاہدہ کے نتیجے میں ہدایت کا بیان آیا ہے۔ "والذین جاھدو فینا لنھدینھم سبلنا" اسی طرح تزکیہ نفس کو فلاح و رستگاری کا باعث بتایا گیا ہے۔ قد افلح من زکھا وقد خاب من دسھا۔

متعدد جگہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت کو تمام انسانی محبتوں اور رشتوں سے بڑھ کر بتایا گیا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ کی تسبیح کرتا ہے۔

انسانی فطرت کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں اپنی روح پھونکی ہے اور اس طرح نفخہ الہی کا مسئلہ پیش کیا گیا ہے۔

یہ سب باتیں انسان، کائنات اور خدا کے درمیان وسیع اور عظیم روحانی رشتوں اور خدا اور انسان کے درمیان تعلق کی جانب توجہ مبذول کرانے کے لئے کافی ہیں۔

تصوف و عرفان سیرت النبیؐ اور سیرت صحابہؓ میں

اسلامی آثار و روایات، خطبوں، دعاؤں اور احتجاجوں وغیرہ سے اور اکابرین اسلام کے حالات سے یہ صاف اندازہ ہوتا ہے کہ صدر اسلام میں بھی صرف خشک زہد اور محض اجر و ثواب کی امید پر عبادت کو ناکافی سمجھا جاتا تھا۔

صدر اسلام کی بزرگ شخصیتوں کے حالات سے ان کی روحانی واردات انوار قلبی اور ان کے سوز دروں اور عشق حقیقی کے حالات پر روشنی پڑتی ہے۔ یہاں پر ان گنت ایمانی واقعات میں سے صرف ایک واقعہ بیان کرنا کافی ہو گا۔

کافی میں آیا ہے کہ ایک روز بعد از ادائیگی نماز رسول خدا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ ایک ایسے نحیف و نزار جوان پر پڑی جس کا رنگ زرد تھا، آنکھیں دھنسی ہوئی تھی اور بمشکل اپنا توازن بحال رکھے ہوئے تھا۔ رسول پاکؐ نے اس سے سوال فرمایا: "کیا حال ہے؟" اس نے کہا: میں یقین کی حالت میں ہوں، فرمایا: تمہارے یقین کی علامت کیا ہے؟"

عرض کیا کہ یہ میرا یقین ہے جس نے مجھے اس غم سے آشنا کیا ہے جو مجھے راتوں کو جگاتا ہے اور دن میں بھوکا پیاسا رکھتا ہے۔ اسی غم نے مجھے دنیا و مافیہا سے بیگانہ بنا دیا ہے یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں کہ پروردگار کا عرش نصب ہے اور لوگ میدان حشر میں اکٹھے ہوگئے ہیں جن میں میں بھی شامل ہوں اور میں گویا اہل جنت کو جنت کے عیش و آرام میں اور اہل دوزخ کو جہنم کے عذاب میں مبتلا دیکھ رہا ہوں اور اس وقت بھی اپنے کانوں سے آتش جہنم کی لپٹوں کی آواز سن رہا ہوں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا یہ وہ شخص ہے جس کے دل کو حق تعالیٰ نے ایمان کے نور سے منور کر دیا ہے پھر اس نوجوان سے فرمایا کہ "تم اپنی اس حالت کی حفاظت کرو کہیں یہ سلب نہ ہو جائے۔"

خود رسول اکرمؐ کی زندگی، آپ کے حالات، اقوال اور دعائیں، روحانی جوش اور عرفانی اشارات سے پر ہیں۔ اہل عرفان آپؐ کی دعاؤں کا حوالہ دیتے ہیں اور انہی سے استفادہ کرتے ہیں۔

تصوف و عرفان ارشادات آدم الاولیاء مولائے متقیان حضرت امام علی علیہ السلام کے ارشادات میں

حضرت امیر المومنین امام علی علیہ السلام کے ملفوظات بھی روحانیت اور معرفت کے مضامین سے پر ہیں۔ تقریباً تمام اہل عرفان و تصوف اپنے سلسلے آپ ہی سے ملاتے ہیں۔

ہم یہاں (تصوف و عرفان کے حقائق و معارف سے پر) نہج البلاغہ کی دو عبارتیں پیش کرتے ہیں۔

نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۲۲۰ میں آپؑ نے فرمایا "بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی یاد کو دلوں کے لئے صیقل بنایا ہے، اس کے ذریعے سے بہرے سننے لگتے ہیں، اندھوں کو بینائی ملتی ہے اور سرکش مطیع ہو جاتے ہیں۔ ہر زمانے اور ہر دور میں اللہ جل شانہ نے اپنے ایسے بندے پیدا کئے ہیں جن کے اذہان و قلوب میں وہ اپنے راز ڈالتا ہے اور جن کی عقلوں کے ذریعے وہ ان سے بات چیت کرتا ہے۔"

نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۲۱۸ میں اہل اللہ کے بارے میں مولائے متقیان فرماتے ہیں۔

"(اللہ والا) اپنی عقل کو زندہ کرتا ہے اور اپنے نفس کو مارتا ہے، یہاں تک کہ جو چیز موٹی اور کثیف تھی وہ نرم و نازک بن جاتی ہے اس کے سامنے برق کی مانند روشنی چمکتی ہے جو اس کی رہنمائی کرتی ہے اور اسے سالک راہ خدا بناتی ہے۔ بہت سے دروازے اسے آگے کی طرف لئے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ سلامتی کی منزل تک پہنچ جاتا ہے جہاں اسے قیام کرنا ہے۔ اس کے پاؤں جمے ہیں اور اس کے بدن کو اطمینان و قرار ہے کیونکہ وہ اپنے قلب پر تصوف کرتا ہے اور اپنے پروردگار کی رضا حاصل کرتا ہے۔"

اسلامی دعائیں خصوصاً ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی تعلیم کردہ دعائیں معارف کا خزانہ ہیں۔

کیا ان تمام سرچشموں کی موجودگی میں بھی یہ ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ ہم کسی اجنبی سرچشمہ کی تلاش میں سرگرداں ہوں؟ اس قسم کے سوال تو اس تحریک کے بارے میں بھی اٹھائے گئے تھے جو بزرگ صحابی رسولؐ حضرت ابوذر غفاریؓ نے اپنے زمانے میں جابروں کے خلاف چلائی تھی۔

چنانچہ مستشرقین عرفان کے بارے میں بھی اسلام کے علاوہ کسی اور سرچشمہ کی جستجو میں ہیں مگر وہ اسلام کے عظیم سرچشمے سے صرف نظر کئے ہوئے ہیں۔

کیا یہ ممکن ہے کہ ہم قرآن و حدیث، خطبہ و دعا اور سیرت کے سرچشموں کا اس لئے انکار کریں تاکہ مستشرقین اور ان کے مشرقی چیلوں کا مفروضہ درست ثابت ہو سکے۔

شروع میں تو مستشرقین کو یہی ضد رہی کہ اسلامی عرفان کا سرچشمہ اسلامی تعلیمات کے علاوہ کسی اور چیز کو ثابت کریں لیکن پھر رفتہ رفتہ کچھ مستشرقین مثلاً انگریز مستشرق نکلسن اور فرانسیسی مستشرق ماسینیوں وغیرہ نے جنہوں نے اسلامی تصوف و عرفان کا گہرا اور وسیع مطالعہ کیا تھا اور جو دین اسلام کی روح

ے بھی بے خبر نہیں تھے صاف لفظوں میں اعتراف کر لیا کہ اسلامی عرفان کا سرچشمہ قرآن و سنت ہی ہے۔

یہاں پر ہم نکلسن کے کچھ فقرے نقل کرتے ہیں وہ کہتا ہے۔

ہم قرآن میں دیکھتے ہیں کہ خدا فرماتا ہے:

۱۔ اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے (اللہ نور السموت والارض)

۲۔ وہی اول ہے وہی آخر (ھو الاول والاخر)

۳۔ اس کے سوا کوئی خدا نہیں (لا الہ الا ھو)

۴۔ اس کے سوا ہر چیز فانی ہے (کل من علیھا فان)

۵۔ میں نے انسان میں اپنی روح پھونکی (و نفخت فیہ من روحی)

۶۔ ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم اس وسوسے کو بھی جانتے ہیں جو اس کا نفس پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے نزدیک ہیں۔ (انا خلقنا الانسان و نعلم ما توسوس بہ نفسہ و نحن اقرب الیہ من حبل الورید)

۷۔ جدھر تم رخ کرو ادھر ہی خدا ہے (اینما تولو فثم وجہ اللہ)

۸۔ جس کو خدا نے روشنی نہیں دی، اس کے لئے کوئی روشنی نہیں (ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً فمالہ من نور)

بے شک ان آیات میں عرفان و تصوف کی جڑیں پیوستہ ہیں۔ عرفاء کے لئے قرآن صرف خدا کا کلام ہی نہیں خدا کے قریب ہونے کا وسیلہ بھی تھا۔ عبادت اور قرآنی آیات پر تفکر کرنے سے خصوصاً معراج النبیؐ سے متعلق آیات سے صوفیہ کوشش کرتے ہیں کہ رسول اکرم کی روحانی کیفیت اپنے اندر پیدا کر لیں۔

تصوف میں وحدت کا جو اصول ہے اس کا ذکر بھی قرآن میں موجود ہے۔ علاوہ ازیں ایک حدیث قدسی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "جب بندہ عبادت (کثرت نوافل) اور نیک اعمال کے ذریعے سے میرا قرب حاصل کرتا ہے تو میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔"

(اسی لئے رسول کریمؐ کی شان میں کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

(جاری ہے)

بقیہ مسئلہ شریعت محمدیہ

فقدان اثر کا کرشمہ

زمین، فرش، چٹائی اور بوری وغیرہ یوں خشک ہوں کہ ان پر کسی ناپاکی کا نشان سرے سے معلوم نہ ہوتا ہو تو اس پر نماز کی ادائیگی درست ہو گی۔ کیونکہ ان کا خشک ہونا ہی ان کی پاکی متصور ہوتا ہے۔ لیکن یہ خیال رہے کہ نماز پڑھنے والا اپنے بدن کا کوئی حصہ تر رکھ کر ان پر نہ بیٹھے بلکہ وہ تولیہ وغیرہ کا استعمال کرے اور بدن کو بالکل خشک کر کے نماز پڑھے۔

پاپوش اور موزوں کی پاکی

اگر نمازی حضرات کے پاپوش مثلاً چپل، بوٹ، موزہ وغیرہ کے تلوے کسی ناپاک چیز سے لت پت ہوں تو پاک راستوں پر چلنے سے رگڑ کی صورت میں کچھ فاصلہ طے کرنے پر پاپوش صاف ہو جاتے ہیں۔ پاپوش کی اس صفائی کو شریعت محمدیہ پاکی کا ہم پلہ قرار دیتی ہے۔

استحالہ کا مزہ

حالت کے بدلنے سے حکم بدلنا شرعاً ایک مسلم دستور ہے چنانچہ کوئی ناپاک چیز کی جنس تبدیل ہو جائے تو اس کا حکم بھی شرعاً بدل جاتا ہے۔ فقہی اصطلاح میں اس صورت حال کا نام استحالہ ہے پس اگر شراب خود بخود سرکہ بن جائے یا اس میں کسی پاک چیز کے ملانے کی وجہ سے وہ سرکہ بن جائے تو سرکہ حلال ہے تو تبدیلی جنس کی وجہ سے وہ حرام شراب حلال سرکہ کا روپ دھارے گی، اس طرح اگر کوئی حرام گوشت جانور نمک کی کان میں مر کر سراپا نمک بن جائے تو وہ بصورت نمک حلال ٹھہرے گا۔

(جاری ہے)

مختصر معلومات امیر کبیر سید علی ہمدانی

اخوند محمد حسین کاشف

س: حضرت امیر کبیرؒ کب پیدا ہوئے؟

ج: آپؒ بروز پیر ۱۲ رجب المرجب ۷۱۳ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۳۱۳ء کو صوبہ ہمدان کے ایک سید گھرانے میں پیدا ہوئے۔

س: آپؒ کے زمانے میں حاکم وقت کون تھا؟

ج: امیر تیمور

س: آپؒ کونسی صدی کے عظیم مبلغ اور سیاح تھے؟

ج: آٹھویں صدی ہجری کے۔

س: آپؒ کی کونسی کتاب اسلامی طرز حکومت پر ہے؟

ج: کتاب ذخیرہ الملوک

س: آپؒ کا انتقال کب اور کہاں ہوا؟

ج: ۸ ذوالحجہ کو پکھلی کے مقام پر۔

س: آپؒ کا مقبرہ کہاں واقع ہے؟

ج: کولاب میں (جو افغانستان کی سرحد سے اسی کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے)

س: آپؒ نے "من زاں ہمہ دانم کہ علی راہمہ دانم" کا جو دعویٰ کیا اس کا کیا مطلب ہے؟

ج: میں "ہمہ دان" یعنی ہر فن مولا ہی اس لئے ہوں کہ میں مکمل طور پر علیؑ کی معرفت رکھتا ہوں۔

س: آپؒ کتنی کتابوں کے مصنف ہیں؟

ج: بقول ڈاکٹر صابر آفاقی ۱۷۰ کتابوں کے۔

س: آپ کی کتابیں کس دور تک بطور نصاب پڑھا × جاتی رہی؟

ج: مغلیہ دور تک

س: آپؒ نے اوراد فتحیہ کو کتابی شکل میں کہاں سے یکجا فرمایا؟

ج: دورہ بلتستان کے دوران

س: آپؒ کے کتنے بچے تھے؟

ج: پانچ بیٹے تین بیٹیاں

س: آپؒ کے ہاتھوں کتنے آدمی مسلمان ہوئے؟

س: سینتیس ہزار آدمی

ج: آپ کے والد ماجد کا کیا نام تھا؟

ج: سید شہاب الدین (جو اس وقت سندھ کا گورنر بھی تھا)

س: آپؒ کی والدہ ماجدہ کا کیا نام تھا؟

ج: بی بی فاطمہ

س: آپؒ نے تصوف اور دینیات کی تعلیم کس سے حاصل کی؟

ج: اپنے ماموں سید علاؤالدولہ سمنانی سے۔

س: آپؒ نے کس کے حکم پر پوری زندگی سیاحت کے لئے وقف کی؟

ج: اپنے مرشد حضرت شیخ مزدقانی کے حکم پر۔

س: آپؒ نے دوران سیاحت کتنے علماء اور صوفیاء سے ملاقات کی؟

ج: تقریباً ڈیڑھ ہزار علماء اور صوفیاء سے۔

س: آپؒ نے کتنی مرتبہ پوری دنیا کی سیر و سیاحت کی؟

ج: تین مرتبہ

س: آپؒ نے اصحاب کہف کو کہاں دیکھا؟

ج: ترکستان میں۔

س: آپؒ نے کتنے کتنے ہفتے بلا خورد و نوش سفر کئے؟

ج: چار چار ہفتے۔

س: آپؒ کے مرید خواجہ اسحاق ختلانی سے آپ کا کیا رشتہ تھا؟

ج: خواجہ اسحاق آپ کا داماد تھا۔

س: آپؒ نے جن شہروں اور علاقوں کے سفر کئے ان کے نام بتائیں؟

ج: ۱۔ روس ۲۔ افغانستان ۳۔ ایران ۴۔ مسیکی روم ۵۔ برصغیر پاک وہند ۶۔ رے ۷۔ مزدقان ۸۔ بلخ ۹۔ بخارا ۱۰۔ بدخشان ۱۱۔ ختلان (کولاب) ۱۲۔ بغداد ۱۳۔ شمالی چین ۱۴۔ شیراز ۱۵۔ اردبیل ۱۶۔ مشہد ۱۷۔ دمشق ۱۸۔ سری لنکا ۱۹۔ ترکستان ۲۰۔ لداخ ۲۱۔ تبت ۲۲۔ جموں و کشمیر ۲۳۔ بلتستان ۲۴۔ نگر ۲۵۔ شگر ۲۶۔ حرمین شریفین ۲۷۔ پکھلی ۲۸۔ ختا ۲۹۔ سراندیب (لنکا) ۳۰۔ طوس ۳۱۔ فرنگستان ۳۲۔ قیچان (جہاں حضرت آدمؑ کا نقش پا ہے) ۳۳۔ ہکل

قاف ۳۴۔ اسفرائن ۳۵۔ کافرستان ۳۶۔ یزد ۳۷۔ حجاز ۳۸۔ شام
۳۹۔ عراق ۴۰۔ روم (وغیرہ)
س: آپؒ نے سورہ مزمل کونسی مسجد کے اندرونی حصہ میں اپنے
دست مبارک سے تحریر فرمایا؟
ج: مسجد پھرونچی کے
س: آپ نے سلطان حضر حیات کے نام جو وصیت نامہ لکھا اس
میں کس بات کی تلقین کی تھی؟
ج: عدل و انصاف کی۔
س: آپؒ دوران علالت کون سے کلمات کا ورد فرماتے تھے؟
ج: بسم اللہ الرحمن الرحیم کا
س: آپؒ کی مریدی کا شرف چالیس سال تک کس کو حاصل ہوا؟
ج: شیخ قوام الدین بدخشیؒ کو
س: آپؒ کی نعش مبارک کتنے دن میں ختلان (کولاب) پہنچی؟
ج: مسلسل نو دن رات میں۔
س: راستے میں مریدوں کو کونسے معجزے دیکھنے کو ملے؟
ج: ۱۔ یہ کہ ختلان پہنچنے تک تابوت پر ہمیشہ ابر سایہ فگن رہا۔
۲۔ یہ کہ ختلان پہنچنے تک تابوت سے خوشبو آتی رہی۔
س: وہ کون سے کلمات ہیں جو ابجد کی رو سے آپ کی سن وفات
بنے؟
ج: وہ کلمات بسم اللہ الرحمن الرحیم ہیں۔
س: آپ کے مزار کے لئے سنگ مرمر کے کتبے کس نے بھیجے؟
ج: سلطان سکندر شاہ نے۔
س: مزار کی دوسری دفعہ مرمت کب ہوئی؟
ج: سال ۱۹۳۹ء میں
س: آپؒ کا سنگ مزار کس رنگ کا ہے؟
ج: سرخ رنگ کا
س: آپ کی آخری آرام گاہ کے احاطے میں اور کون مدفون ہیں؟
ج: آپ کے خاندان کے افراد اور دس مریدین۔
س: آپ کے بارے میں "خلاصۃ المناقب" کے مصنف نے کیا
لکھا تھا؟
ج: اگر دنیا میں چالیس نعمت اللہ اور ہوتے تو بھی علی ہمدانی کے
مقام کو نہ پہنچ سکتے۔
س: آپ کو علامہ اقبالؒ نے کونسا لقب دیا؟
ج: "محرم اسرار شاہان" (بادشاہوں کے راز) کا لقب دیا۔
س: آپ کے ساتھ ایران سے کتنے سادات آئے تھے؟
ج: سات سو سادات
س: آپ نے بلتستان میں پہلی مسجد کہاں تعمیر کی؟
ج: کھری ڈونگ میں
س: آپ کونسے راستے پہلی بار وارد بلتستان ہوئے؟
ج: بذریعہ ذوجی لہ (Zoji Pass)
س: آپ وادی خپلو میں کس کے زمانے میں تشریف لائے؟
ج: والئ سلینگ یبگو مقیم خان کے زمانے میں
س: آپ کی اولاد جن شہروں میں آباد ہے ان کے نام بتائیں؟
ج: ان کے نام یہ ہیں:۔
۱۔ ہمدان ۲۔ ختلان ۳۔ بلخ ۴۔ پشاور ۵۔ کشمیر ۶۔ لاہور ۷۔
بلخاب ۸۔ کیمبل پور ۹۔ بہاولپور ۱۰۔ علی گڑھ وغیرہ
س: برصغیر میں آپ کی اولاد کی پوری تفصیل کونسی کتاب میں
مندرج ہے۔
ج: ڈاکٹر سید الرحمن ہمدانی کی کتاب "ہم اور ہمارے اسلاف ہیں"
س: آپ کے پاس بلتستان داخل ہوتے وقت رخت سفر کیا تھا؟
ج:
ز کشمیر چہ تبت رسید آں ولی
بدستش عصا بود و بر بر گلیم
یعنی دوران وارد بلتستان آپ کے پاس متاع سفر صرف
ایک عصا اور ایک کمبل تھا۔
س: آپ نے مسجد چھ برونچی (واقع شگر) کی تعمیر کے دوران کونسی
کتابیں تصنیف کیں؟
ج: ۱۔ کتاب ذخیرۃ الملوک ۲۔ کتاب مودۃ القربیٰ
س: آپ جس سال بلتستان تشریف لائے وہ بلتی کیلنڈر کے لحاظ
سے کون سا سال تھا؟
ج: ہننگ کا سال تھا۔
س: وہ چٹان کہاں واقع ہے جو آپ کے عصا مارنے سے دھنستی جا
رہی ہے؟
ج: وادی شگر کے میدان چوگان بازی میں۔
س: آپ شگر سے پہلی بار کون سے راستے سے وادی خپلو میں
داخل ہوئے؟
ج: بذریعہ "تھلے لہ" (THALAY PASS) بلغار، ڈوغنی
سے ہوتے ہوئے خپلو میں داخل ہوئے۔

سانحہ کربلا اور تاریخی پس منظر

جی۔ایچ۔معروفی

سید ابوالاعلیٰ مودودی ایس اے غزنوی اور پروفیسر حسن عسکری کی تحریروں سے چند اقتباسات

انسانی تاریخ کی یہ عظیم قربانی جس کی تاریخ عالم میں نظیر نہیں ملتی اور جسے نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کربلا کے تپتے ہوئے صحرا میں پیش کیا بلا مقصد نہیں تھی۔آیئے دیکھتے ہیں وہ مقصد کیا ہو سکتا ہے۔

کچھ لوگوں کے نزدیک اس جنگ سے حضرت امام کا مقصد حصول تخت و تاج تھا لیکن تاریخ گواہ ہے اور حالات و واقعات شاہد ہیں کہ امام حسینؑ کا مقصد یہ ہرگز نہیں تھا۔

اگر امام عالی مقامؑ کا مقصد حصول تخت و تاج ہوتا تو اس کے لئے بہترین جگہ مدینہ رسولؐ ہی تھی نہ کہ میدان کربلا اور پھر حسین علیہ السلام اس مقصد کے لئے ایک بہت بڑی فوج اکٹھی کر سکتے تھے۔وہ سایہ حرم میں پناہ گزین ہو کر اپنی زندگی بھی بچا سکتے تھے اور کسی بہتر اور مناسب وقت کا انتظار کر کے حصول اقتدار کے لئے کوشاں بھی ہو سکتے تھے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ احرام حج توڑ کر عازم کربلا ہو جاتے ہیں۔علامہ اقبالؒ اسی حقیقت کا مکمل ادراک حاصل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

مدعایش سلطنت بودے اگر
خود نہ کر دے باچنیں ساماں سفر

کچھ لوگ اس جنگ کو بنی ہاشم اور بنو امیہ کی دیرینہ مخاصمت اور قبائلی دشمنی کا شاخسانہ قرار دیتے ہیں حالانکہ ایسا بھی نہیں اس لئے کہ اگرچہ حضرت علیؑ اور امیر معاویہ کے درمیان جنگ و جدل کا ایک طویل سلسلہ جاری رہا۔لیکن اس طویل جنگی سلسلہ کا سبب روایتی دشمنی یا قبائلی تعصب ہرگز نہیں تھا۔

اس لئے کہ ابو سفیان کے اسلام کے قبول کو لینے کے بعد مخاصمت یا دشمنی کا کوئی جواز باقی نہیں رہا تھا۔

امیر معاویہ نے حضرت علیؑ کو لکھا تھا کہ تمہیں خلیفہ کس نے بنایا۔حضرت علی مرتضیٰؓ نے جواب دیا تھا۔

جس قوم نے ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کی بیعت کی تھی اور جن شرائط پر کی تھی اسی قوم نے انہی شرائط پر میری بیعت بھی کی ہے۔جو مجلس انتخاب میں موجود ہوا اسے حق نہیں کہ (اکثریت کے خلاف) اپنی رائے پر اڑا رہے اور جو غیر حاضر ہو اسے حق نہیں کہ اپنی غیر حاضری کی بنا پر انتخاب عام کو رد کر دے۔

یزید کا تقرر

اس کے بعد بنو امیہ کے دور کا آغاز ہوتا ہے۔اسلامی حکومت کا وہ نظام جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین کی پیہم کاوشوں سے تشکیل پایا تھا زیر و زبر ہو گیا اور موروثی شہنشاہت از سر نو مسلمانوں پر مسلط کر دی گئی۔

امیر معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کو مغیرہ بن شعبہ کے ایماء پر ولی عہد بنایا اور افسوس کہ یہ تقرر اکابر صحابہ کی زندگی میں اور ان کے علی الرغم ہوا۔

امیر معاویہ سمجھتے تھے کہ بیٹا خلافت کی اہلیت و استحقاق نہیں رکھتا اور لوگ آسانی سے اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔اس لئے وفات سے کئی سال قبل ہی اس کی حکومت کے لئے زمین ہموار کرنے لگے۔

جب مغیرہ بن شعبہ نے یہ تجویز پیش کی تو امیر معاویہ نے اس تجویز کو کچھ زیادہ قابل عمل نہ سمجھا تھا اور مغیرہ سے کہا میرا کون ہے جو یہ کام انجام دے۔مغیرہ نے کہا۔

کوفہ والوں کو سیدھا کر لوں گا اور بصرہ والوں سے زیاد نبٹ لے گا اور ان دو شہروں کے رام ہو جانے کے بعد کوئی تمہاری مخالفت نہیں کرے گا۔

امیر معاویہ نے زیاد کو خط بھیجا کہ میں یزید کو اپنا جانشین بنانا چاہتا ہوں اور مجھے خدشہ ہے کہ اس کی جانشینی پر لوگ بدک جائیں گے۔زیاد نے عبید بن کعب نمیری کو بلایا اور

کہا کہ امیر معاویہ کے پاس جاؤ اور انہیں یزید کے کرتوت بتاؤ اور کہو کہ جلد بازی سے کام نہ لیں۔ وہ تاخیر جس سے بات بن جائے اس تعجیل سے بہتر ہے جس سے بات بگڑ جاتی ہے۔ عبید نے کہا باپ کی رائے بیٹے کے بارے میں کیوں خراب کرتے ہو۔ میں خود انہیں سمجھا دوں گا۔

مروان نے جب مدینہ میں اعلان کیا کہ امیر معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کو خلیفۃ المسلمین بنایا ہے۔ تو عبدالرحمان بن ابو بکرؓ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور اعلانیہ کہہ دیا اے مروان تم جھوٹ بول رہے ہو۔

تم لوگوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے خلیفہ نہیں چنا ہے بلکہ خلافت کو تم نے (ملوکیت) سے بدل دیا ہے۔ حضرت حسینؑ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے بھی کھڑے ہو کر احتجاج کیا۔

ملوکیت کے اہم ترکیبی عناصر خاندانی وراثت اور شخصی اختیار رہے ہیں اور یہ دونوں عنصر اس تقرر میں بدرجہ موجود تھے استصواب رائے عامہ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ارباب حل و عقد سے بھی مشورہ لینے کی ضرورت نہ سمجھی گئی اور محض قوت کے بل بوتے پر یزید کی حکومت ٹھونس دی گئی۔

امیر معاویہ نے جب احنف بن قیس سے پوچھا کہ یزید کے بارے میں تمہاری رائے کیا ہے تو اس نے بڑی ہی خدا لگتی بات کہی تھی سچی بات کہتے ہوئے آپ سے ڈر لگتا ہے اور جھوٹی بات کہتے ہوئے ہم خدا سے ڈرتے ہیں۔ آپ ہم سے بہتر سمجھتے ہیں کہ یزید کے دن اور یزید کی راتیں کن کاموں میں بسر ہوتی ہیں اور اس کے ظاہر و باطن کا حال کیا ہے۔

یہ کہنا کہ محض دو تین آدمیوں نے مخالفت کی تھی باقی ساری امت تو متفق ہو چکی تھی حقیقت کی سراسر تکذیب ہے۔ حضرت حسینؑ کی آواز ہزاروں انسانوں کی آواز تھی اور ان کا احتجاج ایک جم غفیر کا احتجاج تھا۔

کوفہ والوں نے حضرت حسینؑ کو پے در پے خطوط روانہ کئے اور ان خطوط میں وہ لکھتے رہے۔

ہمارا کوئی امام نہیں ہے آپ تشریف لائیے ہمیں امید ہے کہ خدا آپ کے باعث ہمیں حق پر اکٹھا کر دے گا اور نعمان بن بشیر (والی کوفہ) شاہی محل میں ہے ہم اس کے پیچھے نہ جمعہ کی نماز پڑھتے ہیں نہ عید کی۔ اگر آپ کے آنے کی خبر ہمیں مل جا تو ہم اسے شہر سے نکال باہر کریں گے حتیٰ کہ شام تک دھکیل دیں گے۔

حضرت حسینؑ نے دیکھا کہ لوگوں کی نگاہیں ان کی طرف اٹھی ہوئی ہیں اور وہ یزید کو خلیفہ بنانے کے لئے تیار نہیں۔ حضرت حسینؑ سمجھتے تھے کہ یزید کے اقتدار میں دین و ملت تباہی ہے۔ انہوں نے ایک نا اہل کے تسلط سے مسلمانوں بچانے کی غرض سے کوفہ والوں کی آواز پر لبیک کہا۔ یہ سمجھ غلطی ہے کہ وہ خود خلافت کے مدعی تھے۔ کوفہ کی جانب سے ان کی روانگی محض لوگوں کی طلب و خواہش کا جواب تھا۔

حضرت حسینؑ یزید کی فوجوں سے جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔ اگر جنگ ہی کا ارادہ ہوتا تو وہ حامیان بنی ہاشم کا ایک جم غفیر اپنے ساتھ لے سکتے تھے۔ اگر جنگ و جدل ہی کا ارادہ تھا تو یوں بے یار و مددگار عورتوں اور بچوں سمیت کوفہ روانہ نہ ہوتے وہ سمجھتے تھے کہ زمین ہموار ہے اور لوگ میری آمد کے منتظر ہیں۔

جب ابن مرجانہ کی فوجوں نے مزاحمت کی تو حضرت حسینؑ نے خطوط کے وہ انبار ان کے سامنے بکھیر دیئے جو کو والوں کی طرف سے انہیں موصول ہوئے تھے کہ میری آ تمہاری ہی دعوت کا جواب ہے اور جب وہ صاف مکر گئے کہ ہم نے کوئی خط آپ کے نام نہیں بھیجا تو حضرت حسینؑ نے فر اگر آپ لوگوں نے مجھے نہیں بلایا تو میں واپس چلتا ہوں یا یزید کے پاس جانے دو میں خود اس سے اپنا معاملہ نمٹا لوں گا مجھے مسلمانوں کی سرحد پر بھیج دو۔

اگر ابن زیاد سمجھتا تو حسینؑ بن علیؑ کی بات بڑی سی اور صاف تھی۔ اس میں کوئی فتنہ و فساد کا شائبہ نہ تھا۔ مگر زیاد نے حسینؑ کو محض نیچا دکھانے کی خاطر ابن سعد کو حکم دی حسینؑ کو پابہ زنجیر میرے دربار میں حاضر کرو۔

امام حسینؑ جن کی رگوں میں فاطمہؓ بنت محمدؐ کا خون رہا تھا اس ذلت کو کیونکر گوارا کر سکتے تھے۔ وہ بپھر گئے اور غی و حمیت کا تقاضا بھی یہی تھا فرمایا الموت ادنی من ذلک قرار السعید

موت اس سے قریب تر ہے میں غلاموں کی طرح جھکنے والا نہیں ہوں۔

جب وہ مدینہ سے چلے ہیں تو حالت یہ تھی کہ نہ تو ابھی یزید کی حکومت قائم ہوئی تھی نہ اہم مقامات و مراکز نے اس کو خلیفہ تسلیم کیا تھا اور نہ اہل حل و عقد کا اس پر اجماع ہوا تھا۔ ابتداء سے معاملہ خلافت میں سب سے پہلی آواز اہل مدینہ کی رہی ہے ۔ پھر حضرت علیؑ کے زمانے میں مدینہ کی جگہ کوفہ دارالخلافہ بنا۔ اہل مدینہ اس وقت تک متفق نہیں ہوئے تھے ۔ کوفہ کا یہ حال تھا کہ تمام آبادی یک قلم مخالف تھی اور حضرت امام حسینؑ سے بیعت کرنے کے لئے پیہم اصرار و الحاج کر رہی تھی ۔ انہوں نے خود خلافت کی حرص نہ کی ۔ بلکہ ایک ایسے زمانے میں جب تخت حکومت سابق حکمران سے خالی ہو چکا تھا اور نئے حکمران کی حکومت قائم نہیں ہوئی تھی ۔ ایک بہت بڑی مرکزی اور موثر آبادی (یعنی کوفہ و عراق) کے طلب و سوال کو منظور کر لیا۔ البتہ اس منظوری میں یہ مصلحت ضرور پیش نظر تھی کہ یزید جیسے نا اہل کی حکومت سے امت کو بچایا جائے۔

پس جس وقت کربلا میں میدان کارزار گرم ہوا اس وقت حضرت حسینؑ مدعی خلافت و امامت نہ تھے نہ اس حیثیت سے لڑ رہے تھے ان کی حیثیت محض ایک مقدس اور پاک مظلوم کی تھی جس کو ظالموں کی فوج ناحق گرفتار کرنا چاہتی ہے ۔ اور وہ اپنے آپ کو زندہ گرفتار کرا دینا پسند نہیں کرتا اور چاہتا ہے کہ

طاقت و ظلم کے مقابلے میں بے سرو سامان حق کی استقامت کا ایک یادگار منظر دنیا کو دکھلا دے۔

حضرت حسینؑ کی آمد کی خبر جب کوفہ میں پھیل رہی تھی وہاں کے والی اس وقت نعمان بن بشیر تھے ۔ یزید نے ان کی معزولی کے احکام صادر کئے تھے ۔ عبداللہ بن زیاد والی بصرہ سے یزید ان دنوں خفا تھا لیکن محض اس کے مزاج کی شدت و غلظت کی بنا پر کوفہ بھی اس کے حوالے کر دیا۔ یزید آگاہ تھا کہ ابن زیاد کے دل میں پتھر کی سی صلابت و قساوت ہے اور وہ حضرت امام حسینؑ سے ذلت آمیز برتاؤ کرے گا۔

ہر وہ شخص جو ابن زیاد کے مزاج سے آشنا ہے سمجھتا ہے کہ ابن زیاد کا تقرر اور حسین بن علیؑ کا قتل بالکل دو مترادف باتیں ہیں۔

عظیم محسن اسلام حضرت امام حسین علیہ السلام کی تمام زندگی یوں تو اقامت حق میں بسر ہوئی لیکن 10 محرم الحرام 61 ھ کی صبح سے عصر تک قربانیوں کا تسلسل اس مقصد وحید کی خاطر یادگار بنا دیا کہ اسلام کا حقیقی تصور اور عقیدہ محفوظ ہو جائے

اس اعتبار سے کربلا مسلمانوں میں نیا حوصلہ اور تازہ ولولہ پیدا کرتی ہے کہ ہزاروں کا لشکر بہتر (72) نفوس کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ امام عالی مقام اور ان کی مختصر جمعیت قتل ہو جانے کے بعد بھی یزید کے لشکر پر بھاری رہی ۔ تاریخ گواہ ہے کہ وہ سب کے سب فکر و عمل کے حسین امتزاج کا آئینہ بن کر ملت اسلامیہ کے تشخص کو نمایاں کر گئے وہ ہمارے دلوں میں ذوق جہاد بن کر زندہ ہیں ان کے سروں کی مشعلیں قامت نیزہ پر بلند ہو کر راہ صداقت کو قیامت تک روشن کرتی رہیں گی اس مختصر جماعت میں حبیب ابن مظاہر جیسا 70 برس کا مجاہد بھی ہے اور چھ مہینے کا ننھا علی اصغر بھی ہے ۔ ان مجاہدوں میں ہر سن و سال کے افراد کی موجودگی سے ہر عہد میں یہ پیغام ملتا رہے گا کہ مسلمانوں کو ظلم و جبر کے خلاف زندگی کے ہر حصے میں قیام واجب ہے ۔ مردوں کے شانہ بہ شانہ خواتین کا کردار ایک معجزے کی حیثیت رکھ

کربلا میں خواتین کی موجودگی نے واقعہ کربلا کو زندہ رکھا ظلم و شقاوت اور یزیدی بربریت کو طشت از بام کرنے میں اہم کردار ادا کیا کوفہ و دمشق کے بازاروں میں جہاں ایک طرف تھا۔

نیزوں پر شہیدوں کے سر بلند تھے ۔ وہاں رسن بستہ خواتین بے کجاوہ اونٹوں کی پشت پر سوار تھیں ۔ حضرت زینب (سلام علیہا) کے خطبات نے عوام الناس کی آنکھیں کھول دیں مسلمانوں کے نبیؐ کی نواسی نے اپنا چہرہ خاک آلودہ بالوں سے چھپا رکھا تھا اور وہ اپنا تعارف پیش کر رہی تھیں ۔ حضرت زید بن ارقم ایک عمر رسیدہ صحابی رسولؐ جو نابینا ہو چکے تھے حضرت زینب کی آواز سن کر گھبرا گئے انہوں نے پوچھا کہ علیؑ کے لہجے میں یہ تقریر کرنے والی خاتون کون ہے ۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ یزید نے اولاد نبیؐ کو قتل کر کے مخدرات عصمت کو قیدی بنا لیا تو انہوں نے اپنا منہ پیٹ لیا۔ اس طرح ایک دنیا کو یزید کے بارے میں معلوم ہوا کہ اس نے حضور نبی کریمؐ کے گھرانے پر کیا کیا ظلم و جور کئے۔ آخر کار اسے مجبوراً آل نبیؐ کو رہائی دینا پڑی اس کے گلے میں طوق رسوائی ایسا پڑا جو آج بھی اہل حق کی نظر میں اسے قابل ملامت بنا

قتل حسینؑ اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

(مولانا محمد علی جوہر)

ڈاکٹر غازی محمد نعیم

قیدی

اب بین کر رہے ہیں کس کربلا کے قیدی
خاموش ہو گئے تھے شہر صدا کے قیدی

مت چھیڑ ماورا سے اپنی چمک دکھا کر
ہم ہیں زمیں کے قیدی، ہم ہیں ہوا کے قیدی

حائل تھا کوئی پردہ یا پھر، کوئی جھروکا
کھل کر نہ ملنے آئے اپنی حیا کے قیدی

تیری جفا سلامت، اک بات تو بتا دے
انصاف کس سے مانگیں جا کر وفا کے قیدی؟

آزاد باغ میں ہو یا ہو کوئی قفس میں
ہیں اصل میں حدود ارض و سما کے قیدی

ان دل زدوں کی خاطر غم بھی نہ کر فراواں
مر جائیں گے وگرنہ یہ زہر کھا کے قیدی

جو میرے قہقہے تھے، ایام غم کے رہزن
کس شہر لے گئے ہیں ان کو بنا کے قیدی؟

جو بھی سلوک کر لے فوج یزید ہم سے
ہم نینوا کے قیدی، ہم کربلا کے قیدی

یاں کوئی بے تکلف ہوتا نہیں کسی سے
اس شہر کے ہیں باسی رسم و ریا کے قیدی

آخر اسی کا جادو تسلیم ہو رہے گا
بن کر رہو گے کب تک اپنی انا کے قیدی؟

باگ غزل کو موڑو اب کربلا کی جانب
ہے ترے قلم کی منزل کرب و بلا کے قیدی

پہنچائے جائیں گے کس زندان شام غم میں!
خواب نشاط تجھ سے یک دم جگا کے قیدی؟

بیمار کربلا کے پاؤں میں بیڑیاں ہیں
مردان حر کو دیکھو ہیں کس بلا کے قیدی

آب فرات ان کا مرہم نہ بن سکا تو
جاتے ہیں تشنگی کا جو زخم کھا کے قیدی

وہ لوگ جن سے خیمے کل تک بھرے پڑے تھے
ان کو بنا لیا ہے خیمے جلا کے قیدی
اے ماہتاب دیکھو آہستہ سے نکلنا
زنداں میں سو چکے ہیں شمعیں بجھا کے قیدی
ذکر حسینؑ غازی معراج شاعری ہے
میرے قلم کی منزل کرب و بلا کے قیدی

سلام

علی احمد قمر
سلتورو گوما

نظروں کے سامنے ہے ترا سانحہ حسینؑ
تازہ ہے اب بھی واقعہ کربلا حسین
تاریکیوں میں نور کی روشن ضیا حسین
ہیں رہگذار حق میں سر قافلہ حسین
کیا کیا صعوبتیں نہ سہیں اہل بیت نے
صبر آزما تھا کتنا ہر اک مرحلہ حسین
تاحشر جس کی مل نہ سکے گی کوئی نظیر
خوں دے کے اپنا ۔ کام تو ہی کر گیا حسین
خون جوان اکبر و قاسم کا ذکر کیا
معصوم کربلا بھی ترے ساتھ تھا حسین
پردہ نشین تھیں جو ۔ سرعام آ گئیں
کس بے کسی میں ترا لٹا قافلہ حسین
خوں رو رہے ہیں کوچہ و بازار شام کے
گھر گھر میں اب بھی ہے ترا ماتم بپا حسین
مٹ کر شہید زندہ جاوید ہو گیا
کیوں کر لکھوں کہ کیا ہے ترا مرتبہ حسین

جامع مسجد چقچن

حاجی محمد سلیم

جامع مسجد چقچن ضلع ہیڈ کوارٹر خپلو کے بالائی حصے محلہ چقچن میں واقع ہے۔آج سے تقریباً ساڑھے چھ صد سال قبل مبلغ اسلام اور محسن کشمیر و شمالی علاقہ جات حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی المعروف شاہ ہمدانؒ نے اس جامع مسجد کی بنیاد رکھی۔

وجہ تسمیہ

جامع مسجد چقچن کا اصل نام جامع مسجد شُخچن تھا۔بعد میں کثرت استعمال سے "شخچن" کا لفظ چقچن میں بدل گیا۔شخچن بلتی لفظ ہے جس کا معنی انصاف کرنے والا ہے۔بزرگوں کا کہنا ہے کہ جھگڑا اور تنازعات کا فیصلہ کرنے کے لئے لوگ جامع مسجد چقچن میں آکر قسم کھاتے تھے۔جو فریق جھوٹی قسم کھاتا یا غلط بیانی کرتا اسے موقع پر کوئی نہ کوئی ضرر ضرور پہنچ جاتا تھا۔

جامع مسجد چقچن کی تعمیر سے پہلے اس جگہ پر بدھ مت کی ایک عبادت گاہ تھی۔جس میں لکڑی اور لوہے کے بت نصب تھے۔اس مندر کی رکھوالی بدھ مت کا دینی راہنما "لاما" کیا کرتا تھا حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کے ورود خپلو سے قبل یہاں کے لوگ بدھ مت کے پیروکار تھے۔اور وہ اس مندر میں آکر بتوں کی پوجا کرتے تھے۔اور انہی سے منتیں مانگتے تھے۔

783ء میں میر سید علی ہمدانی المعروف شاہ ہمدان تبلیغ اسلام کے سلسلے میں خپلو تشریف لائے آپ نے یہاں کے راجہ ولاما سمیت تمام لوگوں کو دعوت اسلام دی جس کے جواب میں لاما نے آپ سے بحث و مناظرہ کیا دونوں طرف سے دلائل پیش کئے گئے آخر میں لاما نے آپ کو دعوت دی کہ مسجد میں رکھے ہوئے لوہے کے گھوڑے کو آگ میں گرم کیا جائے اور اس پر سوار ہو کر آپ خپلو کا چکر لگائیں آپ نے اس کا چیلنج قبول کرتے ہوئے لوہے کے گرم گھوڑے پر سوار ہو کر خپلو کا تین بار چکر لگایا

ایک روایت یہ بیان کی جاتی ہے کہ لاما نے آپ کو ہوا میں اڑنے کی دعوت دی اس پر آپ نے پہلے انہی (لاما) کو اڑنے کا مشورہ دیا لاما نے فضا میں پرواز شروع کی تو حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی نے اپنی جوتی کو ہوا میں اچھال دیا۔جوتی تیر کی مانند لاما کے اوپر پہنچ کر اس کے سر پر پے در پے پڑنے لگی اور اسے واپس زمین پر اتار لائی جب لاما زمین پر واپس اترا تو آپ کی علمی و عملی صلاحیتوں اور معجزات و کرامات سے متاثر ہو کر آپ کے قدموں میں گر گیا۔اور اسلام قبول کر لیا اس کے ساتھ ہی یہاں کے راجہ و رعایا (عوام) نے بھی اسلام قبول کر لیا اور آپ نے بدھ مت کے مندر کو منہدم کر کے اس جگہ پر جامع مسجد چقچن کی بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھی۔

فن تعمیر

یہ جامع مسجد طرز تعمیر کے لحاظ سے ایک منفرد حیثیت رکھتی ہے۔اس مسجد کے نقش و نگار اور چوب کاری وغیرہ اپنی مثال آپ ہے۔بقول انگریز مورخ جان ہارلے " یہ مسجد اپنی منفرد طرز تعمیر کی بنا پر ایشیاء کی خوبصورت ترین مسجد ہے" اس مسجد کی تعمیر کے لئے ایران اور کشمیر سے کاری گر لائے گئے تھے اس لئے اس کی طرز تعمیر میں ایرانی اور کشمیری طرز تعمیر کا حسین مرقع نظر آتا ہے۔جامع مسجد چقچن کافی بلندی پر واقع ہونے کے علاوہ اس کی اپنی عمارت بھی بہت بلند ہے اس لئے یہ میلوں دور تک نظر آتی ہے اس کے اندر چار ستون ہیں اور ڈھائی تین سو نمازیوں کے لئے گنجائش موجود ہے۔ستونوں کی لمبائی 18.6 فٹ اور موٹائی 2.10 فٹ ہے۔یہ جامع مسجد پتھر لکڑی اور مٹی کے گارے سے بنی ہے اس کی تعمیر اس انداز میں کی گئی تھی کہ تقریباً ساڑھے چھ سو سال گزرنے کے باوجود بھی اس کی ہیئت میں کوئی فرق نہیں پڑا ہے۔اب تو یہیں کے نوربخشی مسلمانوں نے اس کی تزئین و آرائش میں مزید اضافہ کر کے اس کی خوبصورتی اور

حسن کو چار چاند لگا دیے ہیں ۔ یاد رہے کہ 1988ء میں اس وقت کے صدر مرحوم جنرل محمد ضیاء الحق نے جامع مسجد چقچن کی مرمت کے لئے دو لاکھ روپے کا گرانقدر عطیہ دیا جس سے مسجد کی مرمت کے علاوہ چھت پر ایلومینیم کی چادریں لگائی گئیں ۔ تاریخی جامع مسجد ہونے کے ناطے یہ جامع مسجد ملکی و غیر ملکی سیاحوں کے لئے مرکز توجہ بنی ہوئی ہے ۔ جب بھی کوئی ملکی و غیر ملکی سیاح خپلو آتا ہے ۔ وہ جامع مسجد چقچن ضرور پہنچ جاتا ہے ۔

مذہبی عبادت گاہ

جامع مسجد چقچن نور بخشی مسلمانوں کی عبادت گاہوں میں ایک اہم عبادت گاہ ہے ۔ یہاں پر نور بخشی مسلمانوں کی کی اجتماعی تقریب منعقد ہونے کے علاوہ خپلو پائین کے بالائی محلہ جات کے نور بخشی مسلمان جمعہ و جماعت اور دوسری دینی و مذہبی تقاریب بھی منعقد کرتے ہیں ۔ 1989ء میں جامع مسجد چقچن میں انٹرنیشنل شاہ ہمدان کانفرنس منعقد ہوئی جس میں بلتستان کے علاوہ پاکستان اور آزاد کشمیر کے کئی ممتاز سکالروں نے شرکت کی اور مقالے پیش کئے ۔ جس میں آغا حسین ہمدانی اور میر عبدالعزیز بھی شامل تھے ۔

تعلیم و تربیت

یہاں پر مذہبی عبادات کے علاوہ مقامی بچوں اور بچیوں کو دینی تعلیم و تربیت بھی دی جاتی ہے اس مقصد کے لئے جامع مسجد چقچن کی انتظامیہ کی نگرانی میں ایک دارالعلوم چل رہا ہے ۔

انتظامیہ

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ جامع مسجد چقچن خپلو کے نور بخشیوں کی ایک اہم مرکزی عبادت گاہ ہے ۔ اس مسجد کے جملہ انتظام و انصرام کے لئے انجمن نور بخشیہ محمدی کے نام سے ایک تنظیم قائم ہے ۔ یہ تنظیم جامع مسجد چقچن کے جملہ انتظام و انصرام کی ذمہ دار ہے ۔ پہلے جامع مسجد چقچن میں میر واعظ کے فرائض سید علی المعروف بواسید پا مرحوم سرانجام دیتے تھے ۔ آپ مشہور شیخ طریقت میر مختار کی نسل سے تھے ۔

اب جامع مسجد چقچن کے میر واعظ کے فرائض مشہور عالم دین مولانا محمد ابراہیم مرحوم کے صاحبزادے مولوی محمد بشیر اور ان کے بیٹے مولانا محمد اسحاق سرانجام دیتے ہیں اس کے علاوہ مولانا عبدالسلام بھی ان کی معاونت کرتے ہیں ۔

بقیہ خبریں

درگاہ نور الدین ولی اور چرار شریف کی بے حرمتی پر غم و غصے کا اظہار

مورخہ 19 مئی 1995ء بروز جمعہ سرکی ہاؤس عوامی کالونی کورنگی کراچی میں تنظیم نوجوانان صوفیہ نور بخشیہ سرکل کراچی یونٹ کا ایک اجلاس ہوا جس کی صدارت تنظیم کے صدر جناب محمد حسن دلشاد صاحب نے کی ۔

اجلاس میں مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوجیوں کے ہاتھوں درگاہ چرار شریف اور اس سے ملحقہ مسجد کی بے حرمتی اور تباہی پر انتہائی غم و غصہ کا اظہار کیا گیا ۔ مقررین نے اس واقعہ کو مسلمانوں کے خلاف بھارتی حکومت کی کاروائی قرار دیا اور اسے عالمی ضمیر خصوصاً مسلمان عالم کیلئے چیلنج قرار دیا ۔ درگاہ نور دین ولی کی شہادت بھارت کی مسلم دشمنی کا تازہ شاخسانہ ہے ۔ اس سے عالم اسلام پر یہ عیاں ہو گیا کہ سیکولرزم اور دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کا دعویٰ کرنے والی بھارت میں کوئی بھی اقلیت محفوظ نہیں وہاں پر صرف اور صرف ہندو انتہا پسندوں کا راج ہے جس کی وجہ سے اب تک بابری مسجد ۔ گولڈن ٹیمپل اور بہت سی دوسری مذہبی مقامات ہندو انتہا پسندوں کے مظالم کا شکار بن چکے ہیں ۔ مقررین نے عالمی ضمیر خصوصاً عالم اسلام سے اپیل کی کہ بھارت میں انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزی کا نوٹ لیا جائے اور بھارت کے ساتھ مکمل بائیکاٹ کریں ۔ اس موقع پر مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لئے مصروف مجاہدین کے ساتھ مکمل تعاون کا اعلان کیا گیا ۔ اس موقع پر مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لئے خصوصی دعائیں مانگی گئیں ۔ اس کے علاوہ فلسطین ، بوسنیا اور چیچنیا کی آزادی کے لئے بھی دعائیں مانگی گئیں ۔

غلام رضا جنرل سیکرٹری
تنظیم فلاح و بہبود نوجوانان صوفیہ نور بخشیہ سرکل کراچی یونٹ

ڈاکٹر اینڈریز ریک کا جوابی مراسلہ

Dr. Andreas Rieck
Deutsches Orient-Institut
Mittelweg 150
20148 Hamburg
Germany

June 7, 1995

Ghulam Husain Maroofi
14/7 CAT-IV,
Sector I/8-1,
Islamabad.

PAKISTAN

Dear Mr. Maroofi, Dear Dr. Naeem!

Your letter from 24th April with the attached numbers of Nawa-i-Sufiya and the long explanations and commentaries from Ghulam Hasan Hasnu and Muhammad Arif has come as a very happy surprise, because I had long since believed that my own letter from November 1994 had got lost. You have once more proved extremely helpful and gentle, and especially also Maulana Ghulam Hasan Hasnu and Prof. Muhammad Arif, for whom I will write separate letters to thank them.

First of all, let me make it clear that I would never pretend, having spent only some months in Baltistan, to be able to find out anything new about its history, including that of the Nubrakhshis. I would really prefer to confine my research to events of the last 100-150 years, which are known to many local people, but have not yet been published in Western languages. But the scholarly discussion about the history of the Nurbakhshis in Baltistan and Kashmir is by itself an important topic, and I think that Ghulam Hasan has made some very good contributions to that discussion. Even if I still find it hard to agree with his thesis that Shi'ism had been spread in Baltistan only since the late 19th century, I think he has the best knowledge about Baltistan's Islamic history among all contemporary authors. Besides his explanations and remarks about Sayyid Abu Al-Hasan from Kiris I found those about the Nurbakhshi identity of the Maqpon Rajas in the paper attached to your letter especially interesting, and I am looking forward to read his new book, Ta'rikh-i Nurbakhshiyya, once it has been published. I will also be very interested to see the edition of "Tuhfat al-ahbab" which has been prepared by Maulana Muhammad Riza.

As for my article which I had sent you last November, it had to be given its final shape for print earlier than I had expected. Thus I can only make additions and corrections in a forthcoming number of the same journal (Weld des Islams), but this I will surely do, including hints on further Nurbakhshi literature which has been published since or had not been known to me.

As you have seen, I have already praised "Nawa-i-Sufiya" in the article, as well as in another one which is to appear in a volume about "Memory and Identity in the Northern Areas" this year, edited by the supervisor of our project, Prof. Stellrecht (exact title not yet known). I would

like myself to become a regular sbscriber, but cannot yet make promises regarding German research institutions (the Orient-Institute is specialised in politics and economics and would not be suitable). We could discuss that if I come again to Islamabad in September this year, so God will.

There is an International Conference on the Hindukush and Karakorum scheduled in Islamabad from September 29th to October 2nd 1995 for which I have offered to give a lecture on the Nurbakhshis (see attached abstract). It is not yet decided, but in case of acceptance by the organizing committee I would come to Islamabad about mid-September, taking also part in one of the four pre-symposium "excursons" (unfortunately they want to me to accompany the so-called "excursion" to Gilgit, Nager and Hunza rather than that of Baltistan), and stay two or three weeks in Pakistan afterwards. I will let you know once I have received a reply.

Please would you say my best regards also to Sayyid Muhammad Shah from Alchuri, son of Sayyid Murtaza Shah, of whom I had received a letter shortly before your letter He was really the most agreeble company of all guides during my stay in the Northern Areas. My wife and son have also the best memories about him: I would like to know where he will probably be during September and October this year and then contact him, if possible.

So let me hope that I will really have the opportunity to meet You again after some months. Your printing of my entire letter, including some private remarks, in Nawa-i-Sufiya last December has made me little ashamed, but at the same time also proud and grateful for your helpful attitude. You are really people of noble character, as are so many of your Pakistani countrymen, and I would very much like to do you some favour too. May God protect you and give you a long, happy life!

Yours sincerely

Dr. Andreas Rieck

ڈاکٹر اینڈریز ریک کے اس مقالے کی تمہید جو ستمبر/اکتوبر
میں منعقد ہونے والی انٹرنیشنل کانفرنس آن قراقرم اینڈ
ہندوکش میں پیش کیا جائے گا۔

The Nurbakhshis of Baltistan
Revival of the oldest Muslim Community in the Northern Areas

Andreas Reick

German Orient Institute, Mittelweg 150, 20418 Hamburg (Germany)

Nowadays some 70.000 people of Baltistan, i.e. 25 percent of its population, still belong to the Nurbakhshiya Sufi order which was introduced there in early 16th century by the Iranian missionary Mir Shams-ud-Din Iraqi. While having adopted many elements of Twelver Shi'i belief, the Nurbakhshis consider themselves as followers of a middle path between Sunni and Shi'i Islam. They believe thir eponym Saiyid Muhammad Nurbakhsh (1392-1964) to have been

bestowed with a mission "to remove the differences within the Muslim Umma". Moreover, they pay special reverence to the famous missionary of Kashmir, Sayyid Ali Hamadani, of whom they consider themselves to be the most authentic heirs in Baltistan.

In the Western parts of Baltistan the Nurbakhshiya has become largely supplanted by Twelver Shi'ism, but it is still a matter of controversy at which time this transformation has taken place. While few reliable written sources on Baltistan's history from 16th to 18th century exist, it is clear that the spreading of Shi'ism in former Nurbakhshi areas has become accelerated since the late 19th century. Since that time some 15.000 Nurbakhshis have also been converted to Sunni Islam.

But the challenge of modern Shi'i and Sunni proselytism backed up by financial support from the lowland and other countries had also provoked a revivalist movement among Nurbakhshi intellectuals to save their community from complete absorption. They have been remarkably active in preserving and promoting the spiritual heritage of Sufism in Baltistan and at the same time developing the tenets of a special Nurbakhshi fiqb (religious jurisprudence). Although having to rely entirely on their own modest resources, the Balti Nurbakhshi community is nowadays well-organized and more self-confident than some decades ago. It has produced a considerable amount of religious and historical literature of its own with the declared aim to strengthen the feeling of religious identity and ancestral pride among its members. Nurbakhshi migrants to Rawalpindi/Islamabad and Karachi have also established large communal centers in those cities.

The Nurbakhshis today represent some of the best traditions of Balti popular piety and peacefulness. In the lecture some aspects of the new-found Nurbakhshiidentity are to be explained.

اظہار تشکر

ادارہ نوائے صوفیہ الحاج فقیر محمد ابراہیم صاحب کا تہہ دل سے شکرگزار ہے کہ انہوں نے ادارہ نوائے صوفیہ کی دینی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اس کی کارکردگی کو سراہا اور عقیدتمندوں کی جانب سے پیش کئے گئے تمام نوٹوں کے ہار ادارہ نوائے صوفیہ کو دینے کا اعلان کیا اور توقع ظاہر کی کہ یہ ادارہ بدستور دینی و ملی خدمات انجام دیتا رہے گا۔ انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ اداروں کو مستحکم کیا جائے اس میں فلاح دارین ہے۔ ادارہ نوائے صوفیہ فقیر صاحب کی اس وسعت قلبی پر خراج تحسین پیش کرتا ہے۔

ادارہ

اپیل

نوائے صوفیہ فقہی کتابوں اور علماء کے سینوں سے شرعی مسائل کو نکال کر عوام تک پہنچانے کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دے رہا ہے۔ اس جریدے کا خریدار بننا وعظ و نصیحت سننے کے مترادف ہے لہذا میں تمام قارئین حضرات سے اپیل کرتا ہوں کہ مستقل خریدار بنیں جس کا فائدہ ہوگا کہ نوائے صوفیہ کے باقاعدہ چھپنے اور خریدار کو پرچہ گھر پر پہنچنے کی گارنٹی ملے گی اس کے ساتھ ساتھ میں علماء اور دانشور حضرات سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ اپنی نگارشات اور مضامین اشاعت کے لئے بھیج کر اس ادارہ کی اخلاقی مدد کریں۔

ایم۔ بی کورودی
خپلو

آپ کے مسائل اور ان کا حل

علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت تشنگان معلومات کی طرف سے بھیجے گئے سوالات کے جوابات شائع کئے جاتے ہیں۔اس شمارے میں ہمیں موصول شدہ سوالات کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوال نمبر1 ۔ کیا فقہ احوط تشنہ تصدیق کتاب ہے؟

سوال نمبر2 ۔ اعتکاف والوں کا مضحکہ اڑانا کیسا ہے؟

سائل صوفی محمد شفیع مطہری کرامنگ خپلو

سوال نمبر3 ۔ اگر وضو میں سر کا مسح کرنا بھولے سے رہ گیا ہو اور نماز کی حالت میں یاد آجائے تو کیا کرنا پڑے گا؟

سوال نمبر4 ۔ بنک سے رقم نکلوانے تک قربانی کا وقت گزر جاتا ہو تو کیا قرض لے کر قربانی کا جانور خریدا جا سکتا ہے؟

سوال نمبر5 ۔ شادی بیاہ کے موقع پر چراغاں وغیرہ کا اہتمام کرنا کیسا ہے؟

سوال کنندگان

1 ۔ محمد ابراہیم برق چھن خپلو بالا حال لاہور

2 ۔ غلام عباس شیرواسپ محسن آباد خپلو بالا حال لاہور

سوال نمبر6 ۔ تبخیر معدہ کے دائمی مرض والے کو حالت نماز میں گیس کی شکایت ہو جائے تو وضو اور نماز کا کیا بنے گا؟

سوال نمبر7 ۔ پلاسٹک کی چٹائی پر نماز پڑھنا روا ہے یا نہیں؟

سائل نائیک روزی محمد چھوار والے

F.P.U. No.17

جواب نمبر1 ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم O فقہ احوط وہ ممتاز فقہی کتاب ہے جو شریعت محمدیہ "کما کانت فی زمانہ" کا بہترین مجموعہ ہے۔لہذا یہ کتاب جملہ شرعی احکام کی صحت کے لئے ایک معیار کا درجہ رکھتی ہے اور خود کسی قسم کی تصدیق کی محتاج کتاب نہیں ہے۔اگر ہم اپنی عملی زندگی کو فقہ احوط کے معیار پر اتار کر اس کے مطابق درست عملی زندگی بسر کرنے والوں میں گنے جا سکتے ہوں تو یہ ہماری بڑی کامیابی ہے۔اگر ہماری عملی زندگی اور فقہ احوط کے معیار میں تصادم پایا جاتا ہو تو یہ بدعات کو فروغ دینے کے مترادف ہے۔اس صورت میں ہمارے لئے اخروی سرخروئی کی امید رکھنا ایک حد تک مضحکہ خیزبات ہوگی۔ فقہ احوط کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے ہمارا شیرازہ بکھر گیا ہے۔

نمبر2 ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم O اعتکاف کا عمل نفس کشی کے ذرائع میں شمار ہوتا ہے۔فقہ احوط میں ایک باب" باب الاعتکاف" کے نام سے مذکور ہے۔رواں صدی میں عموماً اعتکاف کا عمل صرف تھیوری کی حد تک کتاب کی زینت بنا رہا۔اس پر عمل پیرا ہونے والا کوئی فرد کم ہی دیکھنے میں آیا۔کچھ عرصے کی بات ہے کہ محترم الحاج فقیر محمد ابراہیم ساکن کھانسر خپلو کی نگرانی اور رہبری کے تحت باشعور فرزندان ملت پر مشتمل ایک گروہ اعتکاف پر عمل پیرا نظر آتا ہے۔یہ بڑی خوش آئندہ بات ہے۔اس نیک عمل کے خلاف بعض حلقے جو غیر دانشمندانہ لب کشائی کر رہے ہوں وہ دوراندیشی کے مطابق نہیں ہے بلکہ یہ بغض رسول کا سبب ہے۔کیونکہ حضور اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کا فرمان ہے۔"ان لی حرفتین من ابغضھما فقدابغضنی و من ابغضھما فقد ابغضنی الفقرو الجھاد یعنی الاکبر و الاصغرہ تحقیق میرے دو ہنر ہیں۔جس نے ان دونوں کو چاہا اس نے مجھے چاہا اور جس نے ان دونوں سے عداوت رکھی اس نے مجھ سے عداوت رکھی ایک ہنر فقر حقیقی ہے اور دوسرا ہنر جہاد ہے۔مطلب یہ ہے کہ ایک ہنر جہاد اکبر ہے اور دوسرا ہنر جہاد اصغر ہے۔

خوب آگاہ رہے کہ اعتکاف کا عمل جہاد اکبر کا موثر ترین حصہ ہے لہذا اس عمل کے خلاف بولنے والا یقینی طور پر پیغمبر رحمتہ علیہ الصلوۃ والسلام کی عداوت اختیار کرنے والا ٹھہرتا ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث سے واضح اشارہ مل رہا ہے۔مومنین صوفیہ نوربخشیہ میں شمولیت کا جو بھی دعویدار ہوگا وہ اعتکاف والوں کی مخالفت کا سوچ بھی نہیں سکتا چہ جائیکہ ان کا مضحکہ اڑانے لگ جائے۔اعتکاف کا عمل چونکہ معرکہ نفس کے غازی

بننے والوں کا کام ہے لہذا اس کے آداب اور ضروری شرائط وغیرہ سے باخبر ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی خود باخبر آدمی ہو تو وہ اعتکاف کا عمل سلسلہ ذہب کے بزرگان دین کی معنوی رہبری کو مدنظر رکھتے ہوئے بجالا سکتا ہے۔ اگر خود باخبر آدمی نہ ہو تو ایسے باخبر کسی عالم ربانی سے اعتکاف کے آداب اور شرائط وغیرہ کا سیکھ لینا ضروری ہے۔ اگر ایسے عالم ربانی کے پڑوس میں اعتکاف کا عمل کرے تو بہت بڑی کامیابی کی امید رکھی جا سکتی ہے۔ مزید تفصیلات کے لئے فقہ احوط میں باب الاعتکاف کا مطالعہ کیا جائے۔

امید ہے کہ محترم صوفی محمد شفیع صاحب اپنے سوالات کے جوابات سے مطمئن ہو جائیں گے۔

جواب نمبر 3 ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم O وضو کا ایک واجب حکم اگر بھولے سے رہ جائے تو وضو کالعدم ٹھہرتا ہے۔ اس حالت میں اگر نماز پڑھنے لگ جائے اور نماز کی حالت میں وضو کا بھولا ہوا حکم یاد آجائے تو نماز کو چھوڑ کر وضو کرنے کو چلا جائے اور وضو مکمل کر کے پھر نئے سرے سے مذکورہ نماز کی بجاآوری کرے۔

جواب نمبر 4 ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم O ایسا آدمی قربانی کی استطاعت رکھنے والا شمار ہوتا ہے لہذا وہ قرض لے کر قربانی کا جانور خرید سکتا ہے۔

جواب نمبر 5 ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم O شادی بیاہ کے مواقع میں اخراجات کے بارے میں شرعی نطقہ نگاہ سے جائز اور مفید صورتوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔ لہذا سب سے کم خرچ والی شادی بابرکت شادی ٹھہرتی ہے۔ حدیث رسول ہے۔ **اعظم النکاح برکتہ ایسرہ مؤونۃ**۔ یعنی سب سے بڑی بابرکت شادی وہ ہے جو سب سے زیادہ آسان خرچ والی ہو۔ چراغان کا اہتمام کرنا اور دیگر بے سود جاہلانہ رسوم پر عمل کرنا رزق حلال کو مصرف حرام میں لگا دینے کے مترادف ہے۔ لہذا بہتر یہ ہے کہ شادی بیاہ میں چراغاں وغیرہ میں صرف کی جانے والی خطیر رقوم کو دینی اداروں کے بجھتے ہوئے چراغ جلانے میں صرف کیا جائے تاکہ اخروی کامرانی کے لئے خیر جاری مہیا رہے اور انسان اسراف اور تبذیر سے دور رہ کر حقیقی معنوں میں مومن مسلمان کہلانے کے قابل ٹھہرے اور وہ اخوان شیاطین کی صف میں شامل نہ ہو سکے۔

امید ہے کہ محترم محمد ابراہیم برق چھن اور غلام عباس شیروانی صاحبان اپنے سوالات کے جوابات سے اطمینان کا سانس لے سکیں گے۔

جواب نمبر 6 ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم O اگر کوئی شخص دائمی طور پر تبخیر معدہ کا شکار ہو اور گیس کے اخراج ہو اسے کوئی کنٹرول نہ ہو تو وہ مجبوری حالت کا شکار ایک فرد معذور ہے۔ ایسا معذور محض ظہر اور عصر تو کسی ایک وقت میں یکجا ادا کرے گا۔ اسی طرح سے مغرب اور عشاء کو نمازوں کو کسی ایک وقت میں یکجا ادا کرے گا۔ چونکہ گیس کے اخراج پر اس کو کنٹرول حاصل نہیں۔ گیس بے اختیار ہر وقت خارج ہوتی رہتی ہو تو اس حالت کے درپیش ہونے باوجود وہ نماز پڑھنے کا مکلف ہے۔ نماز ادا کرتا رہے اور گیس کی شکایت کا بہانہ بنا کر نماز ترک نہ کرے۔

اگر کسی کو نماز کی حالت میں زور دار چھینک آئے اور اس کے نتیجے میں پیشاب نکل آئے تو نماز کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے اور وضو کا بھی۔ وہ شخص شلوار کا وہ حصہ بھی دھوئے گا جس کو پیشاب لگ گیا ہو اور دوبارہ وضو کر کے نماز کو پوری کرے گا۔ اگر زور دار چھینک آنے کی وجہ سے پیشاب نہ نکلے بلکہ ہوا خارج ہو جائے تو اس صورت میں بھی وہ فوراً وضو کرنے کو چلا جائے گا اور وضو کر کے نماز کو دوبارہ مکمل کرے گا۔

جواب نمبر 7 ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم O شریعت محمدیہ کی رو سے جائے نماز کا پاک ہونا اور کسی سے چھینی ہوئی نہ ہونا شرط ہے۔ گویا ہر اس چیز پر سجدہ کرنا جائز ہے جو پاک ہو اور کسی سے چھینی ہوئی نہ ہو۔ لہذا پلاسٹک کی چٹائی، اونی چادر، ٹاٹ، عام چٹائی اور قالین پر سجدہ ریز ہونا بالکل جائز ہے۔ مزید تفصیلات کے لئے فقہ احوط باب الصلوٰۃ کا مطالعہ کیا جائے۔

جی۔ایچ۔معروفی

دنیائے تصوف کی خبریں

الحاج فقیر محمد ابراہیم صاحب کی حج بیت اللہ سے واپسی پر اسلام آباد ایئرپورٹ پر فقید المثال استقبال

۸ جون ۱۹۹۵ء کو الحاج فقیر محمد ابراہیم اور دیگر ساتھی حجاج کرام جب ایئرپورٹ کے لاؤنج سے باہر آئے تو سینکڑوں عقیدت مندوں نے ان کا شاندار استقبال کیا اور حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہونے پر مبارک باد دی۔یہ پہلا موقع ہے کہ بلتستان کی کسی غیر سیاسی شخصیت کا اتنی کثیر تعداد میں لوگوں نے استقبال کیا۔اس موقع پر سب سے پہلے ایس پی محمد اشرف صاحب نے لاؤنج میں جا کر فقیر صاحب کو حج مبارک باد دی۔استقبال کے لئے آنے والوں میں ممبر ناردرن ایریاز کونسل محمد اقبال اور فدا حسین زیدی بھی شامل ہیں۔جہاز کی آمد کا وقت صبح ۹ بجے مقرر تھا مگر لوگ پانچ بجے سے پہنچنا شروع ہوگئے تھے اس موقت پر راولپنڈی سے فقیر صاحب کے مرید خاص عبداللہ صاحب نے تمام انتظامات کی نگرانی کی جبکہ اسلام آباد سے جوان اور عمر رسیدہ افراد ٹولیوں کی شکل میں پہنچتے رہے۔آگاہ رہے اس سے قبل معروف سماجی کارکن اور انجمن محمدیہ اسلام آباد کے جنرل سیکرٹری الحاج فاچو محمد امین صاحب حج بیت اللہ سے فیض یاب ہو کر واپس لوٹے تو حلقہ یاران اور عزیز و اقارب کی ایک بڑی تعداد نے ایئرپورٹ پر ان کا استقبال کیا۔

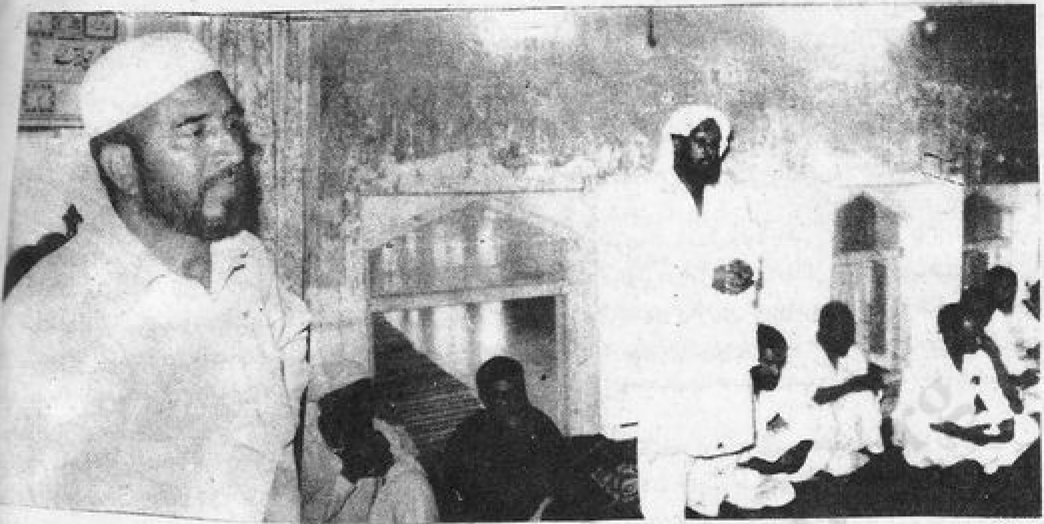
فقیر ابراہیم صاحب کو لوگوں نے ہار پہنانے کی بارہا کوشش کی مگر انہوں نے عاشرہ محرم کی وجہ سے معذوری ظاہر کی اور عقیدت مندوں کو حسرت ہی رہی۔ایئرپورٹ پر حاجی فاچو محمد امین نے نظم و ضبط برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کیا۔ایئرپورٹ سے حجاج کرام کو جلوس کی شکل میں اسلام آباد میں لایا گیا جہاں تمام شرکائے جلوس کے کھانے پینے کا بہتر انتظام کیا گیا تھا اس موقع پر حاجی فاچو محمد امین نے شاندار اور مثالی استقبال کرنے پر منتظمین اور عوام کو خراج تحسین پیش کیا اور تمام حجاج کرام کو مبارکباد دی اس موقع پر فقیر صاحب نے مختصر سا خطاب کیا اور عوام پر زور دیا کہ وہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر سختی سے عمل کریں انہوں نے کہا فضول خرچی سے اجتناب کریں اس کے بجائے اداروں کو مستحکم بنائیں اس میں سب کی بھلائی ہے۔اسی دن راولپنڈی اور اسلام آباد کے معززین کی جانب سے فقیر صاحب اور دیگر حجاج کرام کے اعزاز میں ظہرانے کا اہتمام کیا گیا تھا اس موقع پر فقیر صاحب نے ماہنامہ نوائے صوفیہ کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا اور ذرائع ابلاغ کے اس اہم جز کو تازہ و تابندہ رکھنے پر زور دیا اس موقع پر عوام کی جانب سے پیش کئے گئے تمام نوٹوں کے ہار ادارہ نوائے صوفیہ کو دینے کا اعلان کیا جس پر عوام نے موصوف کو خراج تحسین پیش کیا اور ان کی وسعت قلبی کی داد دی۔آگاہ رہے فقیر صاحب اسلام آباد سے بلتستان جاتے وقت کثیر تعداد میں لوگوں نے رخصت کیا۔

رپورٹ
ڈاکٹر ایم۔اے۔شاہد اسلام آباد

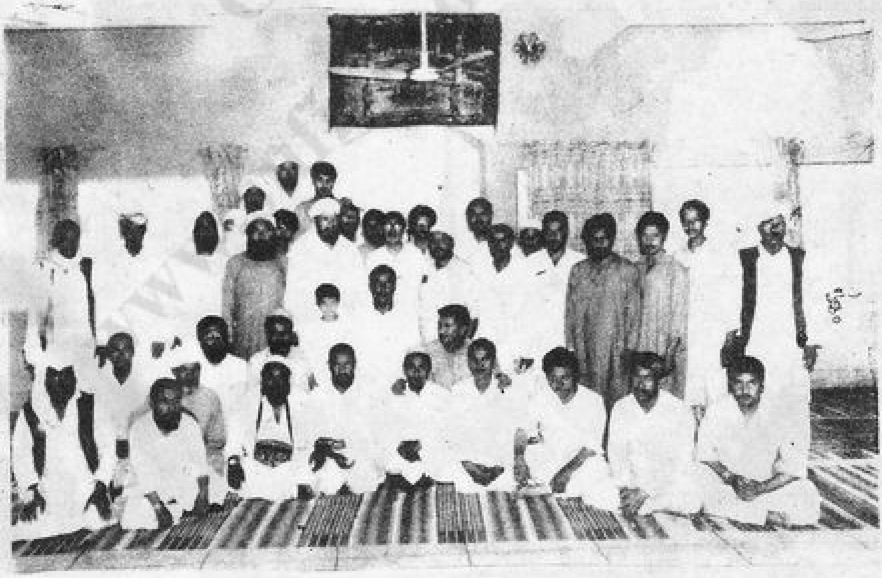




چیف آرگنائزر ماہنامہ نوائے صوفیہ اسلام آباد جی۔ایچ۔معروفی اور NYF راولپنڈی اسلام آباد کے صدر احمد سلیم مغل، الحاج فقیر محمد ابراہیم صاحب کی حج بیت اللہ سے واپسی پر اسلام آباد ایئرپورٹ پر استقبال کر رہے ہیں۔ساتھ ہی معروف شاعر اور ادیب علی احمد قمر صاحب اپنی باری کا انتظار کر رہے ہیں جبکہ نیچے کی تصویر میں استقبال کے لئے آنے والے ہجوم کو پولیس کنٹرول کر رہی ہے۔



انجمن محمدیہ اسلام آباد کی جانب سے دیئے گئے عشائیہ کے موقع پر الحاج فقیر محمد ابراہیم اور حاجی فاچو محمد امین صاحب خطاب کر رہے ہیں
تصویر میں کیپٹن محمد امین، حاجی محمد جعفر، ایس پی محمد اشرف، علامہ محمد بشیر اور حاجی سید ابراہیم نمایاں ہیں۔



الحاج فقیر محمد ابراہیم اور دیگر حجاج کرام کے اعزاز میں راولپنڈی اور اسلام آباد کے معززین اور زعماء کی جانب سے دیئے گئے ظہرانے کے
موقع پر لی گئی تصویر



بوا فقیر ابراہیم صاحب اپنے آبائی گاؤں خپلو سے عقیدت مندوں کے جھرمٹ میں حج بیت اللہ کا عزم لے کر روانہ ہو رہے ہیں۔

الحاج فقیر محمد ابراہیم کی حج بیت اللہ سے واپسی

بلتستان کے معروف روحانی پیشوا الحاج فقیر محمد ابراہیم اور ان کے رفقاء حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد گزشتہ دنوں بخیر عافیت خپلو پہنچ گئے۔

موصوف اپریل میں حج کے لئے روانہ ہو گئے تھے۔ لوگ ان کی واپسی کے شدت سے منتظر تھے وزارت حج و اوقاف کی طرف سے جاری شدہ پروگرام کے مطابق جوں جوں ان کی آمد کی تاریخ نزدیک ہوتی جا رہی تھی لوگوں کا اشتیاق بڑھتا جا رہا تھا۔ ان کی بخیریت واپسی کے لئے تقریباً سبھی لوگ دست بدعا تھے۔ وہ 14 جون کو سکردو اور 15 کو رخپلو پہنچے۔ سکردو ایئرپورٹ پر ان کا والہانہ استقبال کیا گیا۔ اور ساٹھ گاڑیوں کے جلوس میں

انہیں ایئرپورٹ سے سیٹلائٹ ٹاؤن دارالعلوم شاہ ہمدان تک لایا گیا۔

فقیر صاحب کی سکردو آمد کی اطلاع ملتے ہی مختلف وادیوں سے لوگ سکردو اور خپلو پہنچ گئے تھے۔ 15 جون کو خپلو روانگی کی اطلاع ملتے ہی لوگ ان سے ملنے اور ان کا استقبال کرنے کے لئے شاہراوں پر جمع ہونے لگے اور یہ سلسلہ سہ پہر تک جاری رہا۔ خپلو کے تمام نالہ جات سے لوگ انہیں ملنے کے لئے خپلو میں جمع ہوئے تھے اور برس پڑی پر ہزاروں آدمی جمع ہو گئے دوپہر دو بجے جب وہ برس پڑی پہنچے تو فضا تکبیر و تہلیل اور درود و سلام سے گونجنے لگی فقیر صاحب اور ان کے رفقاء گاڑیوں سے اترے تو سارے لوگ باری باری ان سے معانقہ و مصافحہ کرتے رہے اور انہیں ایک بہت بڑے جلوس کی شکل میں ان کی رہائش گاہ تک لے گئے۔

یہ بات بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ ان کے استقبال میں فرقہ ورانہ ہم آہنگی پائی جاتی تھی ہر مکتبہ فکر کے لوگوں نے ان کے استقبال میں حصہ لیا۔

بہت سے لوگوں نے فقیر صاحب اور ان کے رفقاء کو ہار پہنائے۔ برس پڑی پر محصول چونگی کے ٹھیکیدار کی جانب سے استقبالیہ کیمپ لگایا گیا تھا جس میں تپتی ہوئی دھوپ میں ٹھنڈے مشروبات کا انتظام کیا گیا تھا۔

جلوس کے شرکاء بار بار نعرے لگا رہے تھے اور فقیر

صاحب اور ان کے رفقاء کی بخیریت واپسی پر مسرور و شادمان تھے

جلوس کے شرکاء میں سے بعض فرط جذبات سے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکے اور کچھ ان کے ہاتھوں کو چومتے اور آنکھوں پر ملتے تھے۔

جلوس میں ضلع گانچھے کے تینوں ممبران فدا حسین زیدی محمد اقبال اور محمد اسماعیل صاحب کے علاوہ سابق کونسلر محمد جعفر سابق چیئرمین ضلع کونسل سلطان علی اور موجودہ چیئرمین میونسپل کمیٹی چیئرمین محمد یوسف، ڈسٹرکٹ کونسلر سکردو حاجی صوبیدار محمد علی سرمیکی اور چیئرمین سوشل ایکشن بورڈ اخوند حسین بھی موجود تھے۔ ان کے علاوہ علماء و سادات کی بڑی تعداد بھی موجود تھی۔

ڈپٹی کمشنر گانچھے جناب داؤد خان نے براہ جا کر ان کا استقبال کیا اور ان سے احوال دریافت کئے۔ ریڈیو پاکستان سکردو پر استقبالیہ جلوس کی کوریج کے لئے وزیر حمایت حسین سینئر پروگرام آفیسر بھی موجود تھے۔ لوگ فوٹو گرافی اور ویڈیو فلم بنا رہے تھے۔ کئی مقامات پر خواتین کی ایک بڑی تعداد بھی ان کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے آئی ہوئی تھی اور بلتی تہذیب کے مطابق اپنے ساتھ تحائف ساتھ لائی تھی۔

جلوس کے استقبال کے لئے کھرفق، گیہ براہ اور گونمہ براہ میں بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ حجاج کے قافلے کی چائے اور مشروبات سے تواضع کی گئی جبکہ نماز ظہر خانقاہ نوربخشیہ گونمہ براہ میں ادا کی گئی۔

جلوس کے اختتام پر ایک جلسہ ہوا جس میں کونسلر محمد اقبال نے حاضرین سے خطاب کیا۔ فقیر صاحب نے استقبال پر لوگوں کا شکریہ ادا کیا اور سب کے حق میں دعائے خیر کی۔ آخر میں شرکاء جلوس اور استقبال کے لئے آنے والے کی چائے، آب زمزم اور مدینے کی کھجوروں سے تواضع کی گئی۔

رپورٹ: محمد رضا بلغی

بقیہ خطوط

۔ پچھلے تین ماہ سے رسالہ نہیں مل رہا ہے۔ براہ کرم رسالہ متواتر ارسال کر دیا کریں۔

غلام مہدی تھلیوی
الکویت

تھگس میں روحانی تربیت کا نورانی اجتماع

مورخہ 4 مئی 1995ء کو خانقاہ معلیٰ تھگس میں سہ روزہ اعتکاف کا ایک نورانی اجتماع جناب اخوند حسن صاحب ہنڈیلی خپلو کی قیادت میں منعقد ہوا۔ جس میں بائیس اہل تصوف نے شرکت کا شرف حاصل کیا۔ ان میں نوعمر جوان اور عمر رسیدہ سب لوگ شامل تھے۔ الحمدللہ یہ نورانی اور روحانی محفل نہایت کامیابی اور خوش اسلوبی سے اختتام پذیر ہوئی۔ اختتام پر جناب بوا حسن صاحب نے اعتکاف کے فضائل و برکات، تزکیہ نفس اور فلسفہ ریاضت و مجاہدہ پر قرآن و حدیث اور سلف صالحین اولیاء کرام کی زندگیوں سے شواہد و ثبوت کے ساتھ روشنی ڈالی۔

رپورٹر
غلام علی نوری
تھگس

حسن آباد ویلفیئر ایسوسی ایشن کا اجلاس

یکم مئی 1995ء کو حسن آباد ویلفیئر ایسوسی ایشن کا اہم اجلاس سکردو میں منعقد ہوا جس میں مرکزی عہدیداروں کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ جس کی رو سے درج ذیل عہدیدار منتخب ہوئے۔

1 ۔ محمد علی نور، سرپرست اعلیٰ
2 ۔ حوالدار (ر) غلام محمد، صدر
3 ۔ محمد علی، نائب صدر
4 ۔ عبدالکریم ٹھیکیدار، جنرل سیکرٹری
5 ۔ ابراہیم خان، جائنٹ سیکرٹری
6 ۔ غلام مہدی، فنانس / پریس سیکرٹری
7 ۔ محمد حسین، آفس سیکرٹری

علاوہ ازیں گاؤں یونٹ کے لئے مندرجہ ذیل عہدیداروں کو نامزد کیا گیا۔

1 ۔ حوالدار حسین چیئرمین کونسل آف گائیڈنس
2 ۔ محمد موسیٰ نمبردار، صدر
3 ۔ محمد حسین، نائب صدر
4 ۔ ماسٹر حسن، جنرل سیکرٹری

غلام مہدی پریس سیکر

دوغلہ پن کی وجہ سے آج مسلمان اس مقام پر نہیں ہیں جہاں ہونا چاہئے تھا۔ اس بے چینی کا مداوا یہ ہے کہ ہمیں تصوف کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ اس تقریب میں صوفی غلام محمد صاحب نے کہا کہ اگر قوم کا تعاون حاصل رہا تو انشاء اللہ ایک شاندار لائبریری کا قیام بھی عمل میں لائیں گے۔ انہوں نے یہ دعا بھی کی کہ اللہ ہمیں حق اور باطل صاف دکھائے اور باطل کو چھوڑ کر حق پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس تقریب کے مہمان خصوصی جناب سید محمد صاحب سرمیک نے علم کو نور سے تعبیر کرتے ہوئے کہا کہ علم حق اور باطل کو پہچاننے اور معرفت الٰہی کے حصول کا فعال ذریعہ ہے۔ امیر کبیر سید علی ہمدانی نے علم کے نور سے ہی دنیا میں دین اسلام کو پھیلایا۔ یہ ایک انتہائی خوشی کا لمحہ ہے کہ جناب شاہ ہمدان کے نام نامی سے منسوب اس درسگاہ کی نقاب کشائی کا شرف مجھے حاصل رہا۔ صدر جلسہ جناب سید محمد شگری نے اپنے صدارتی خطبے میں نہایت ہی روح پروری اور ایمان افروز گفتگو کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں اپنی ابتدائی زندگی کے چند واقعات بھی سنائے اور یہ باور کرایا کہ موصوف ابتدائی زندگی میں کن کن آزمائشوں اور امتحانات سے گزرے ہیں۔

انہوں نے مدرسے کے بارے میں یہ کہا کہ یہ مدرسہ مرکزی حیثیت رکھتا ہے لہذا جہاں تک ہو سکے ہمیں اس کی آبیاری کرنی چاہئے اس کے علاوہ جناب محمد علی صاحب صوبیدار سرمیکی اور فضل علی سرکردہ ڈغونی نے تعلیم کی اہمیت اور دینی درسگاہوں کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے یہ توقع ظاہر کی کہ آئندہ بھی اس طرح کی دینی درسگاہیں مختلف جگہوں پر قائم کی جانی چاہئیں تاکہ تعلیمات سلسلۃ الذہب کو نئی نسل کے ہاتھوں تک پہنچایا جاسکے۔ انہوں نے اپنے بھرپور تعاون کا یقین بھی دلایا۔

رپورٹ
دولت علی تھلوی
سکردو

سید محرم علی شاہ انتقال کر گئے

ڈسٹرکٹ گانگچھے بلتستان خپلو کے معروف ادیب اور اہل سنت والجماعت کے راہنما سید محرم علی شاہ 21 مئی 1995ء کو رضائے الٰہی سے انتقال کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون O

مرحوم اس ضلع کے علم و ادب کے حلقوں میں بے حد مقبول اور تعلیم یافتہ گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ ان کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ عرصہ تک محسوس کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جی۔ ایچ۔ معروفی

تعزیتی اجلاس

سترونپی اسٹوڈنٹس فیڈریشن خپلو کے زیر اہتمام ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں بلتستان خپلو کی معروف شخصیت سید محرم علی شاہ کی اچانک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اس موقع پر مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔

سید شہاب الدین
سترونپی خپلو

بقیہ تفکر و تذکر

نوائے صوفیہ کا یہ شمارہ اولاً سید الشہدا حضرت امام حسین ابن علیؑ کی جو صوفیا کے سردار ہیں، یاد گرامی سے معنون ہے اور ثانیاً شیخ نور الدین ولی کے مزار مبارک کی بے حرمتی پر سوگواری کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں طاغوتی طاقتوں کے خلاف سینہ سپر ہو کر اسلام کے نظام عدل کو ساری دنیا میں رائج کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

عاشورہ محرم مذہبی عقیدت واحترام سے منایا گیا

اسلام آباد میں عاشورہ محرم کے سلسلے میں تقریبات منعقد ہوئیں جس میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی جامع مسجد صوفیہ نور بخشیہ اسلام آباد کے نائب خطیب مولانا محمد انور

نے خطاب کرتے ہوئے امام عالی مقام حضرت امام حسینؑ اور شہداء کربلا کو خراج عقیدت پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ امام عالی مقام نے دین محمدؐ کو بچانے کے لئے پورے خاندان کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیا۔ حق و باطل کے اس معرکہ میں امام حسینؑ سرخ رو ہوئے۔ جبکہ لشکر یزید کو پچھتاوے کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوا پوری انسانیت نے اس معرکہ پر لشکر یزید کی مذمت کی اور شہداء کربلا کو خراج عقیدت پیش کیا۔ انہوں نے کہا حضرت امام حسینؑ اسلام کے رہنما اور امام ہیں انہوں نے شہادت نوش فرما کر دین اسلام کی آبیاری کی۔ انہوں نے کہا کہ شہادت حسینؑ دراصل مرگ یزید ہے اور شہادت حسینؑ کا اصل فلسفہ شریعت محمدیہؐ کی بقا اور ظلم اور ناانصافی کے خلاف ڈٹ جانا ہے۔ انہوں نے کہا حضرت امام عالی مقام نے شہید ہونے سے قبل زخمی حالت میں نماز قائم کر کے عالم اسلام پر یہ واضح کیا ہے کہ اول نماز پھر شہادت سعادت کی معراج ہے۔

مورخہ 8 محرم الحرام ۱۴۱۶ھ بمطابق 7 جون 1995 بروز بدھ سرکی ہاؤس عوامی کالونی کورنگی کراچی میں یوم شہادت

حضرت علی اکبرؑ کے سلسلے میں حسب سابق ایک مجلس منعقد ہوئی۔

جس سے خطاب کرتے ہوئے ممتاز عالم دین مونا محمد سلیمان ساجد صاحب نے شہادت جناب علی اکبرؑ پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ کربلا میں دین محمدؐ کی حفاظت کے لئے شبیہ ختم نبوت جناب علی اکبرؑ جس جوانمردی سے لڑتے ہوئے منصب شہادت پر فائز ہوئے وہ نوجوانوں کے لئے مشعل راہ ہے۔

فلسفہ شہادت حضرت امام حسینؑ پر اظہار خیال کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا کہ حضرت امام حسینؑ نے دین اسلام کی حفاظت اور سربلندی کے لئے یزید جیسے فاسق اور فاجر شخص کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی۔ حضرت امام حسینؑ اور ان کے جانثاروں کی قربانی نے ہی اسلام کی روح کو تقویت بخشی۔

اسلام کو مزید تقویت دینے کے لئے اسے ہزاروں معرکوں کی ضرورت ہے۔

قتل حسینؑ اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

باطل اور طاغوتی طاقتیں آج بھی اسلام کو للکار رہی ہیں یزیدی قوتیں آج بھی لوگوں کے سینوں سے توحید کو مٹانے کے درپے ہیں۔ ان کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے واقعہ کربلا کو زندہ رکھیں۔

مولانا محمد سلیمان ساجد کے دعائیہ کلمات عالم اسلام کی اتحاد و یگانگت مملکت خداداد پاکستان کے استحکام و سلامتی اور ملت نور بخشیہ کی ترقی کی دعاؤں کے ساتھ یہ پروقار مجلس عزا اختتام پذیر ہوئی

غلام رضا شاہین پریس سیکریٹری
تنظیم فلاح و بہبود نوجوانان صوفیہ نور بخشیہ سرکی کراچی یونٹ

تنظیم شاہ ہمدان صوفیہ نور بخشیہ سرموں کراچی کورنگی یونٹ کے سالانہ انتخابات

مورخہ 19 مئی بعد نماز جمعہ تنظیم شاہ ہمدان صوفیہ نور بخشیہ سرموں کے سالانہ انتخابات جامع مسجد صوفیہ نور بخشیہ عوامی کالونی میں منعقد ہوئے۔ جس میں درجہ ذیل عہدیدار منتخب ہوئے۔

1 ۔ علی جوش، صدر۔ خزانچی
2 ۔ عبدالکریم دانش، جنرل سیکرٹری
3 ۔ احسان علی، نائب صدر
4 ۔ غلام حسین، جوائنٹ سیکرٹری
5 ۔ قاری علی محمد، رابطہ سیکرٹری
6 ۔ مولوی محمد موسیٰ آزاد، پروپیگنڈہ سیکرٹری
7 ۔ حافظ غلام علی نوری، معاون خزانچی

اس سے قبل معروف کرنچی ہال عوامی کالونی میں تنظیم شاہ ہمدان صوفیہ نور بخشیہ کا ایک بڑا اجتماع ہوا جس کی

صدارت جناب مولانا محمد سلیمان ساجد سرموی نے کی۔ کارروائی کا آغاز حافظ غلام علی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ مولانا محمد سلیمان ساجد نے سابقہ عہدیداروں کی کارکردگی کو سراہتے ہوئے شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ اور امید ظاہر کی کہ نئے عہدیدار بھی ایسی ہی کارکردگی کا مظاہرہ کریں گے۔ اس موقع پر دیگر مقررین نے بھی خطاب کیا۔ اور متفقہ طور پر سال 1994ء کیلئے نئے عہدیدار منتخب ہوئے۔ اس موقع پر مہمان خصوصی جناب قاری محمد ابراہیم نے عہدیداروں پر زور دیا کہ وہ خلوص دل سے دین اور اسلام کی خدمت کریں۔

قرارداد مذمت

23 اپریل 1995ء کو تنظیم فدائیان آل رسولؑ

صوفیہ نوربخشیہ کریس بلتستان (رجسٹرڈ) کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت صدر تنظیم منعقد ہوا۔ اجلاس کی کارروائی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی جس کے بعد مورخہ 22 اپریل 1995ء کو تنظیم ہذا کے دارالمطالعہ پر نصب شدہ سائن بورڈ اور پرچم کو رات کی تاریکی میں نامعلوم شرپسندوں کے ہاتھوں غائب کئے جانے سے پیدا شدہ صورت حال پر غور وخوض ہوا۔

ڈپٹی جنرل سیکرٹری نے شرکائے اجلاس کو فرداً فرداً ایجنڈے پر اظہار خیال کرنے کی دعوت دی شرکاء نے ایجنڈے پر سیر حاصل بحث کی اور بالاتفاق ایک قرارداد منظور کی کہ

1 ۔ تمام شرکاء اجلاس مورخہ 22 اپریل 1995ء کو تنظیم ہذا کے زیر انتظام چلنے والے دارالمطالعہ پر نصب شدہ سائن بورڈ اور پرچم کو رات کی تاریکی میں غائب کئے جانے کے قبیح فعل کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتے ہیں۔

2 ۔ حالیہ واقعہ ایک سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ ہے ایک گروہ ایک قبیح طے شدہ پروگرام کے تحت مذہب میں انتشار پھیلانا چاہتا ہے جو نہایت ہی قابل مذمت ہے۔

3 ۔ اجلاس نے اپنے اس عہد کی تجدید کی کہ دین حنیف کی ترقی کے لئے فدائیان کے پرچم تلے متحد رہ کر اندرونی و بیرونی شرپسند عناصر کی ریشہ دوانیوں پر عقابی نظر رکھیں گے۔

4 ۔ اجلاس نے نوربخشی تنظیموں پر زور دیا کہ وہ اپنے اندر اتفاق و اتحاد کی فضا کو برقرار رکھتے ہوئے شرپسند عناصر کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیں۔

5 ۔ فرقہ واریت کو ہوا دینے والے عناصر اگر ایسی حرکتوں سے باز نہ آئیں تو راست اقدام کریں گے جس کی تمام تر ذمہ داری اس گروہ پر عائد ہوگی۔

انجمن صوفیہ نوربخشیہ اقبال نگر منگھوپیر کراچی

کا سالانہ اجلاس

فدا حسین نعیم الکوروی

انجمن صوفیہ نوربخشیہ اقبال نگر منگھوپیر کراچی جامع مسجد کا سالانہ اجلاس جامع مسجد شاہ ہمدان ہال میں منعقد ہوا جس میں ملت کے دانشوروں، علماء اور جیالوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ اجلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کا شرف جناب محمد حسن صاحب خطیب جامع مسجد شاہ ہمدان نے حاصل کیا اس موقع پر جناب حسین درویشی نگران اعلیٰ نے اپنی صفوں میں اتحاد اور بھائی چارے کی فضا کو برقرار رکھنے پر زور دیا۔

انہوں نے ریاض الاولیاء ہاؤس میں منعقدہ اجلاس کا بھی حوالہ دیا جس میں باہمی اتفاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے سلیکشن پر اکتفا کیا انہوں نے گذشتہ کابینہ کا بھی شکریہ ادا کیا اور توقع ظاہر کی کہ نئی کابینہ بھی عوامی امنگوں کا ترجمان ہوگی۔

سال 1995ء کے لئے درج ذیل لوگوں کو منتخب کیا گیا۔ منتخب عہدیداروں کے نام درج ذیل ہیں۔

1 ۔ صدر، جناب وزیر غلام حسن صاحب کوروی

2 ۔ سینئر نائب صدر، جناب اخوند غلام مہدی صاحب کونیس

3 ۔ نائب صدر، جناب محمد موسیٰ صاحب ہرگیون

4 ۔ جنرل سیکرٹری، جناب علی شاہین صاحب کونیس

5 ۔ ڈپٹی جنرل سیکرٹری، جناب غلام علی شریف صاحب کوروی

6 ۔ فنانس سیکرٹری، جناب حاجی غلام مہدی صاحب غواڑی

7 ۔ ڈپٹی سیکرٹری، جناب محمد اعظم صاحب یوچنگ

8 ۔ سیکرٹری اطلاعات، جناب ممتاز حسین صاحب دم سم

9 ۔ جوائنٹ سیکرٹری، جناب کاچو فدا حسین صاحب کھرکوہ

10 ۔ نگران اعلیٰ، محمد حسین درویشی صاحب یوچنگ

باقی صفحہ ۱۷ پر

قارئین کے خطوط

(ایڈیٹر کا مراسلہ نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں)

غلام حسن شگری

ہومیو ڈاکٹر ایم اے شاہد

1 ۔ میں رسالے کا مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں مجھے اس کی قسط کتنی ادا کرنی ہو گی۔ نیز اکاؤنٹ نمبر بھی بتا دیں۔ تاکہ رقم ارسال کروں۔ رسالہ ہر ماہ میرے گھر کے پتہ پر ارسال کریں۔ کوئی مضمون اشاعت کے لئے بھیجنا چاہوں تو وہ کیسا ہونا چاہیئے

محمد حسین نوری
ابو ظہبی UAE

2 ۔ شمارہ نمبر 6 پڑھ کر نہایت ہی خوشی حاصل ہوئی۔ نوائے صوفیہ کا بڑھتا ہوا معیار آپ سب کی انتھک محنت اور خلوص کا پتہ دے رہا ہے۔ جن مشکلات اور رکاٹوں کے باوجود آپ لوگ تصوف کے مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں اور اس رسالے کو حقیقی معنوں میں ملت کا ترجمان بنا رہے ہیں یہ اراکین نوائے صوفیہ کے جذبہ صادق کا ہی کرشمہ ہے۔

سید محمد نسیم حجازی
ہائی سکول تھگس

3 ۔ جس محنت اور جذبے سے آپ لوگ اس رسالے کو جاری رکھے ہوئے ہیں یہ ملت صوفیہ نوربخشیہ کو نئے سرے سے زندہ کرنے کے مترادف ہے۔ ہماری دعائیں اور تعاون آپ کے ساتھ ہے۔

غلام نبی ڈاکخانہ خپلو پائین
محلہ باقرپی گونڈ

4 ۔ نوائے صوفیہ ملت نوربخشیہ کا واحد ترجمان ہے۔ یہ عوام کو اپنی منزل مقصود کی تلاش میں چراغ راہ اور بزرگان دین اور مشائخین سلسلہ ذہب کی تعلیمات سے آشنا ہونے کا واحد ذریعہ ہے۔ اس کی ہر سطر سونے کی لڑی سے کم نہیں ہے۔ خداوند کریم اس کو دن دگنی اور رات چگنی ترقی دے اور مضمون نگاروں قلمکاروں اور اراکین انجمن کو عمر دراز عطا کرے۔ آمین

عبداللہ صفا کوروی
ضلع گانچھے بلتستان

5 ۔ نوائے صوفیہ کا شمارہ نمبر ناچیز کی نظروں سے گزر کر سکون دل کا باعث ہوا۔ نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں اور انشاء اللہ مستقبل میں بھی اس چشمے سے فیضیاب ہوتا رہوں گا۔ اراکین کو میری طرف سے سلام

غلام نبی اخلاقی کوروی
حال گلگت

6 ۔ اہل نوربخشیہ کا خادم اور نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں۔ مستقل خریدار نہیں تھا لیکن اب بننا چاہتا ہوں۔ مہربانی فرما کر ایک سال کے لئے رسالہ میرے نام بھیجتے رہیں۔

کمال حسین ظہور
براہ بالاخانقاہ گرونگ خپلو

7 ۔ سلام مسنون! نوائے صوفیہ کو ماہنامہ بنانے پر اراکین کو تہہ دل سے مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس رسالے کو دن دگنی اور رات چگنی ترقی دے۔ آمین

غلام محمد بسمل تلسوی طالب علم
ہائیر سیکنڈری سکول خپلو

8 ۔ نوائے صوفیہ کا مستقل قاری نہیں ہوں تاہم جس وقت اور جہاں کہیں بھی نظر آئے حقیقت کی نظروں سے دیکھتے ہوئے ایک ہی وقت میں اس کا بغور مطالعہ کرنے کا عادی ہوں۔ چند ایک مضامین ایسے ہیں جنہیں پڑھتے ہوئے روح کو ایک عجیب فرحت و لذت محسوس ہوتی ہے۔ بلاشبہ رسالہ مذہب سے

عقیدت واحترام اس کی ترویج و ترقی اور مذہب کے چاہنے والوں میں احساس بیداری پیدا کرنے کا ایک سستا۔بہترین اور لاثانی ذریعہ بن چکا ہے۔راقم کے نظریے کے مطابق اس رسالے کی محض مذہب کے نام پر اشاعت ہو رہی ہے لیکن مقام حیرت ہے کہ "ایڈیٹر کا مراسلہ نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں" سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے قارئین کرام اس مقدس رسالے میں بھی غیر مذہبی اور غیر ضروری مراسلے چھپوانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اخوند محمد ابراہیم طالب علم مچلوی
حال مقیم راولپنڈی

9 ۔ نوائے صوفیہ کا شمارہ نمبر 6 وصول ہوا۔شکر گزار ہوں میں میٹرک کا امتحان پاس کر کے کراچی جا رہا ہوں ۔آئندہ شگر کے پتہ پر مجھے رسالہ نہ بھیجیں۔کراچی جا کر ایڈریس لکھوں گا۔ وہاں بھیجا کریں۔والسلام

غلام نبی عاجزی
پھرٹینگ باماں شگر

10 ۔ میں نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں۔آپ لوگوں کا ممنون ہوں کہ نوائے صوفیہ کی وساطت سے ہمیں دینی علوم سے آگاہ رکھنے کا فریضہ انجام دے رہے ہیں ۔ایک گزارش ہے کہ آئینہ نور بخشی جو کہ مسلک حقہ کی مضبوط زنجیر ہے نوائے صوفیہ میں کبھی شامل اشاعت نہیں ہوا ہے ۔اس کمی کو دور کریں۔

محمد ابراہیم اینڈ نور علی
ہورش شگر

11 ۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ نوائے صوفیہ نے مختصر عرصہ میں شہرت حاصل کی ہے جس کا اندازہ بڑے بڑے اسکالروں ، ڈاکٹروں اور عظیم شخصیات کے مضامین اور قارئین کے خطوط سے ہوتا ہے اس کی وجہ ادارہ نوائے صوفیہ کی انتھک شب و روز کی محنت ہے ۔میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جریدہ کو مزید وسعت دے۔آمین

حاجی محمد سلیم خپلو

۔رسالہ نوائے صوفیہ اپنی دینی، مذہبی اور اشاعتی ضرورتوں کو بروئے کار لانے میں کسی تعریف کا محتاج نہیں ۔رسالے میں شائع ہونے والے تمام مضامین نہایت جامع اور معیاری ہیں۔
بابو علی محمد گلزار فرانوی

۶۔نوائے صوفیہ واحد رسالہ ہے جو دینی معلومات سے قارئین کو مستفید کر رہا ہے۔نوائے صوفیہ نہ صرف بلتستان میں بلکہ پوری دنیا میں مسلک نوربخشیہ کو عروج و دوام بخشنے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

محمد ایوب خان غفاری ہریکونی

رسالہ نوائے صوفیہ کا معیار بڑھنے کے ساتھ ہی ساتھ اس کی مقبولیت بھی بڑھتی جا رہی ہے ۔اور اب لوگ نئے ایڈیشن کے انتظار میں کھڑے رہتے ہیں۔اور جیسے ہی رسالے کا نیا ایڈیشن یہاں پہنچ جاتا ہے تو دیکھتے ہی دیکھتے بک جاتا ہے۔
مراد علی مرتضیٰ گنذ بلتستان
سنٹرل جوائنٹ سیکرٹری این وائی ایف

12 ۔ السلام علیکم ! عید الاضحیٰ کے پر مسرت موقع پر تنظیم نوجوانان صوفیہ نوربخشیہ سرکل کراچی کے ممبران نے تنظیم کے صدر جناب دلشاد کی زیر قیادت دربار عالیہ لال شہباز قلندر کی درگاہ پر حاضری دی اور پھولوں کی چادر چڑھائی اور اس آستانہ عالیہ سے ملحقہ حضرت پٹھان بابا کے مزار پر بھی حاضری دی اور روحانی سکون حاصل کیا۔

جی آر شاہین اینڈ ثاقب
طالبعلم کراچی

13 ۔ السلام علیکم ۔ماہنامہ نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں رسالے میں مضامین شائع کروانے کا کیا طریق کار ہے ۔وضاحت فرمادیں۔

ذوالفقار
رتہ امرال پنڈی

جواب: شمارہ ماہ اپریل میں قواعد وضوابط شائع ہو چکے ہیں ، ملاحظہ فرمائیں۔

چہرہ نما

مضمون نگاروں کا تعارف

۔ ابو العرفان علامہ محمد بشیر
اسلام آباد

۔ حاجی محمد سلیم
ایجوکیشن آفیسر
خپلو

۔ ڈاکٹر غازی محمد نعیم
ایم بی بی ایس ، ایم اے
بانی رکن نوائے صوفیہ

۔ ہومیو ڈاکٹر ایم اے شاہد
اسلام آباد

۔ علی احمد قمر ، پریزنٹیشن چیف
پاکستان ٹیلی وژن ،
اسلام آباد

۔ غلام حسین معروفی
بانی رکن نوائے صوفیہ
مکان نمبر 14/7 ، کیٹیگری ۔ IV ،
I-8/1 ، اسلام آباد

۔ غلام حسن شگری
سیکٹر آئی ایٹ ،
اسلام آباد

۔ ڈاکٹر اینڈریز ریک
ہیمبرگ جرمنی

۔ ذاکر حسین ذاکر
ایم ۔ اے (فلسفہ)
گورنمنٹ کالج لاہور

۔ آخوند محمد حسین کاشف
صدر نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن
ڈغونی بلتستان

Reg.No. B/1 - D - 97

نامہ
ائے صوفیہ اسلام آباد

تم میں ایک جماعت ضرور ہونی چاہیے جو (لوگوں کو) نیکی کی طرف بلائے ، بھلائی کا حکم دیا کرے اور برائی سے روکے، اور یہی لوگ (دنیا اور آخرت میں) کامیاب و کامران ہیں " (القرآن)

آئینہ نور بخشی

بندہ	----------------------	خدا
ذریت	----------------------	آدمؑ
ملت	----------------------	ابراہیمؑ
امت	----------------------	محمدؐ
دین	----------------------	اسلام
کتاب	----------------------	قرآن
کعبہ	----------------------	قبلہ
متابعت	----------------------	سنت
محب	----------------------	علیؑ
سلسلہ	----------------------	ذہب
مذہب	----------------------	صوفیہ
مشرب	----------------------	ہمدانیہ
روش	----------------------	نور بخشیہ
مرید	----------------------	مرشد

اللھم صلی علیٰ محمد و ال محمد